155

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔فروری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودات قانون)

1. THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 15 of 2008)

Ch Aamar Sultan Cheema:	to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs betaken into consideration at once.
Ch Aamar Sultan Cheema:	to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed.

2. THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 6 of 2009)

Ch Muhammad Asad Ullah:	to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges

(Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs betaken into consideration at once.

Ch Muhammad Asad Ullah: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed.

156

حصہ دوم

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 24۔جنوری2012کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

جناب ضیاء اللہ شاہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

(موجودہ قراردادیں)

1. ملک محمد جاوید اقبال اعوان: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل) کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔

2. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا affidavit لیا جائے۔

3. شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بینکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔

4. میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلو پیتھکس ادویات کو جینرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جینرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔

5. محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے تحصیل لیول پر سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم کرنے کے اقدامات اٹھائے جائیں۔

157

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

منگل،28۔فروری 2012

(یوم الثلاثہ،5۔ربیع الثانی 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
تَوَّابًا رَّحِـيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ
فِيْمَا شَجَــرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا
قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِــيْمًا ﴿٦٥﴾

سورۃ النِّسَاء آیات 64 تا 65

اور ہم نے جو پیغمبرؑ بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔ اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول (اللہ) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے (64) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے (65)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضور ﷺ ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے
میں صرف دیکھ لوں اِک بار صبح طیبہ کو
بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہو جائے
تجلیات سے بھر لوں میں اپنا کاسہ جاں
کبھی جو اُن ﷺ کی گلی میں قیام ہو جائے
حضور ﷺ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضور ﷺ آپ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 7874 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈائریکٹر ایکسائز آفس جھنگ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7874: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز آفس جھنگ کو مالی سال 2009-10 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے، ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کتنی رقم ان دو سالوں کے دوران ڈائریکٹر کے دفتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) ضلع جھنگ میں ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر نہ ہے تاہم ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جھنگ کو فراہم کردہ رقم برائے مالی سال 2009-10 کے دوران مبلغ -/8,415,300 روپے ہے۔

(ب) مالی سال 2009-10 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/5,215,000 روپے اور ٹی اے، ڈی اے کی مد میں مبلغ -/46,750 روپے خرچ ہوئی۔

مالی سال 2010-11 دسمبر تک تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/3,293,256 روپے اور ٹی اے، ڈی اے کی مد میں مبلغ -/15,742 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر سال10-2009میں مبلغ -/77,044اور سال11-2010دسمبر تک مبلغ -/24,701روپے خرچ ہوئے۔

(د) ضلع جھنگ میں ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر نہ ہے۔تاہم ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جھنگ کے دفتر کی تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ہ) سال10-2009 میں گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ-/40,894روپے اور پٹرول پر مبلغ -/38,633روپے خرچ ہوئے۔

سال11-2010 میں گاڑیوں کی مرمت پر کوئی خرچ نہ ہوا ہے جبکہ پٹرول پر مبلغ -/57,421روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے کیونکہ جوابsatisfactoryہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی شاہ صاحب کا ہے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!On his behalf Question No. 7875جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جھنگ، ٹوکن فیس سے آمدن کی تفصیلات

*7875: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

جھنگ میں10-2009 اور11-2010کے دوران گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

ضلع جھنگ میں10-2009 کے دوران گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس کی مد میں مبلغ -/36,815,271روپے اور11-2010میں11-01-31 تک مبلغ -/22,565,699 روپے آمدن ہوئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! اس کا جواب بھی satisfactory اور ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس سے پہلے سوال میں کہا گیا ہے کہ ضلع جھنگ میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر نہ ہے۔ دوسرے سوال کے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ فلاں رقم ہم نے اکٹھی کی ہے۔ آیا کس طریقے سے وہاں پر یہ رقم اکٹھی کی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ پچھلے سوال پر ضمنی سوال کر رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دونوں ایک ہی ضلع کے سوال ہیں لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اتنے نہ کترائیں کیونکہ زندگی میں پہلی دفعہ یہ جواب دینے لگے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جب دفتر ہی نہیں ہے تو پھر کس طرح سے آپ رقم فراہم کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میری معزز ممبر کو پتا ہے کہ پہلے منسٹر صاحب جواب دیتے تھے مگر آج اُن کے نہ ہونے کی وجہ سے میں جواب دے رہا ہوں۔ جس سوال کا یہ جواب پوچھ رہی ہیں وہ نہیں بنتا کیونکہ محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ کے satisfactory کہنے پر وہ گزر چکا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو چھوڑیں۔ اب وہ سوال یہ کر رہی ہیں کہ آپ کا طریق کار کیا ہے اور کس طرح سے رقم اکٹھی کرتے ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع جھنگ میں دفتر نہیں ہے جبکہ سوال نمبر 7575 میں کہہ رہے ہیں کہ اتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہ کون سا دفتر ہے جہاں سے آپ یہ رقم اکٹھی کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!7575 تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!سوال نمبر7875 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!وہاں پر ڈائریکٹر ایکسائز کا نہیں بلکہ ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر ہے۔یہ رقم اُن کو دی جاتی ہے اور گاڑیوں کے ٹوکن وغیرہ بھی ان کے ذریعے ہی وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا بھی رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد فیاض کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!On his behalf Question No. 8458 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے جناب محمد فیاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم، ریونیو اکٹھا کرنے کی تفصیلات

*8458:جناب محمد فیاض:کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ایکسائز نے سال09-2008اور10-2009 کے دوران ضلع جہلم میں کتنا ریونیو اکٹھا کیا، تمام مدوں میں علیٰحدہ علیٰحدہ ریونیو کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) محکمہ ایکسائز ضلع جہلم میں مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی مالیت کی منشیات پکڑی اور کتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف)

سال	ٹیکس مد	ریونیو
2008-09	پراپرٹی ٹیکس	39,626,552/-روپے
	موٹر ٹیکس	49,555,164/-روپے
	پروفیشنل ٹیکس	3,070,330/-روپے
	ہوٹل ٹیکس	191,272/-روپے
	ایکسائز	642,108/-روپے
	انٹرٹینمنٹ	3,850/-روپے
سال	ٹیکس مد	ریونیو
2009-10	پراپرٹی ٹیکس	40,366,375/-روپے
	موٹر ٹیکس	51,573,198/-روپے
	پروفیشنل ٹیکس	3,221,617/-روپے
	ہوٹل ٹیکس	235,499/-روپے
	ایکسائز	651,035/-روپے
	انٹرٹینمنٹ	3,875/-روپے

(ب)

سال2008-09	NIL
سال2009-10	NIL

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں دی گئی تفصیل کے مطابق ہوٹل ٹیکس کی مد میں ایک لاکھ 91ہزار 272 روپے ہیں۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے ضلع جہلم میں کتنے ہوٹل ہیں اور اُن کی طرف سے موصول ہونے والے ریونیو میں کیا صرف وہ ہوٹل ہیں جو رہائش مہیا کرتے ہیں یا اس میں ریسٹورنٹ وغیرہ بھی شامل ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جو ہوٹل رہائش دیتے ہیں وہی شامل ہیں باقی ریسٹورنٹ اس میں شامل ہیں اور نہ ہی وہ ہمارے under ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا ریسٹورنٹ وغیرہ سے ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا اگر کیا جاتا ہے تو کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! ویسے یہ fresh question بنتا ہے مگر ریسٹورنٹ سے ٹیکس مرکز کی طرف سے وصول کیا جاتا ہے صوبہ کی طرف سے ٹیکس نہیں لیا جاتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ دوسرا سوال بھی جناب محمد فیاض کا ہے۔

چوہدری ندیم خادم: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 8459 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد فیاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم، پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کی تفصیلات

*8459: جناب محمد فیاض: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جہلم میں پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان کی تعداد ہزاروں میں ہے؟

(ب) کتنے افراد کو سال 2008-09 اور 2009-10 میں نادہندگی کی بناء پر گرفتار کیا گیا؟

(ج) کتنے ایسے نادہندگان کو گرفتار کیا گیا جن کے ذمے ایک لاکھ یا اس سے اوپر کے بقایا جات ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کے ذمے 20 ہزار یا اس سے کم کے بقایا جات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع جہلم میں پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان کی تعداد 2732 ہے۔

(ب) نادہندگی کی بناء پر سال 2008-09 اور 2009-10 میں کل 343 افراد گرفتار ہوئے جن کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

برائے سال 2008-09	125
برائے سال 2009-10	218

(ج) ایک لاکھ سے اوپر کے نادہندگان کی تعداد تین اور بیس ہزار اور اس سے کم والے 340 نادہندگان کو گرفتار کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چوہدری ندیم خادم: جناب سپیکر! یہ سوال جہلم کے حوالے سے ہے اور میں بھی جہلم سے ہوں لہذا میں جواب سے مطمئن ہوں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کے نادہندگان کی تعداد تین اور بیس ہزار اور اس سے کم والے 340 نادہندگان کو گرفتار کیا گیا۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ایک لاکھ روپے سے اوپر والے نادہندگان گرفتار شدگان کی تعداد تین ہے یا کل نادہندگان ہی ایک لاکھ روپے سے اوپر کے تین ہیں کیونکہ اس جواب میں کافی ambiguity ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ تین ہی ہیں جو ایک لاکھ روپے سے اوپر کے نادہندگان ہیں جن کو گرفتار کیا گیا ہے، اُن کے خلاف کارروائی بھی چل رہی ہے اور کافی حد تک payment وصول ہو گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ویسے اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس پر ابھی ایک ہی ضمنی سوال ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ایک سوال چودھری ندیم خادم، ایک انجینئر قمرالاسلام اور ایک آپ نے کیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے پچھلے سوال پر ضمنی سوال کیا تھا مگر یہ اس سے اگلا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ نادہندگان کی تعداد 2732 ہے جبکہ کارروائی صرف 340 کے خلاف ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقیوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، مزید یہ بھی بتایا جائے کہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کتنی رقم ہے کیونکہ انہوں نے بیس ہزار روپے سے کم رقم والوں کے خلاف کارروائی کی ہے؟ میرا یہ بھی سوال ہے کہ بیس پچیس لاکھ روپے سے زیادہ کے جو نادہندگان تھے اُن کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور جو باقی بچے ہیں اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! بیس سے پچیس لاکھ روپے والا کوئی نادہندہ نہیں تھا بلکہ ایک لاکھ روپے والے تین تھے جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ جب ان سے زیادہ بڑا نادہندہ نہیں ہے تو پھر کیسے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ کوئی ماننے والی بات نہیں ہے۔ ویسے آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے ضلع میں ایسا کوئی نادہندہ نہ ہو؟

جناب سپیکر: میں کیسے جانتا ہوں، کیا میں ان کا کوئی حساب کتاب کرتا ہوں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ کا تجربہ ہے اور تجربہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں اس پر کوئی comments نہیں دینا چاہتا۔ آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے پہلے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ 2732 نادہندگان ہیں جن میں سے 340 کے خلاف کارروائی ہوئی ہے مگر باقیوں کے خلاف کیا ہوا اور وہ کہاں گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری کچھ بہنیں بیوہ ہو چکی ہیں، اسی طرح کچھ بچوں کے نام ہیں جو یتیم ہیں اس لئے اُن کو کارروائی میں لایا جاتا اور نہ ہی گرفتار کیا جاتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ قسطوں کی صورت میں محکمہ کو payment کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 8680 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ غیر رجسٹرڈ ہوٹلز و گیسٹ ہاؤسز کو رجسٹرڈ کرنے کا معاملہ

*8680: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت لاہور میں تقریباً 900 ہوٹلز اور گیسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے رجسٹرڈ ہیں اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ج) کیا حکومت غیر رجسٹرڈ ہوٹلز و گیسٹ ہاؤسز کو فوری رجسٹرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔بمطابق ریکارڈ لاہور میں اس وقت 317 ہوٹلز اور گیسٹ ہاؤسز ہیں۔

(ب) بمطابق ریکارڈ تمام 317 ہوٹلز اور گیسٹ ہاؤسز رجسٹرڈ ہیں۔

(ج) ریکارڈ کے مطابق کوئی ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس غیر رجسٹرڈ نہ ہے۔اگر کوئی ہوٹل یا گیسٹ ہاؤس غیر رجسٹرڈ نوٹس میں آئے گا تو فوراً رجسٹر کر دیا جائے گا۔محکمہ نے ان دنوں غیر رجسٹرڈ گیسٹ ہاؤسز اور ہوٹلز کی تصدیق کے لئے ایک ٹیم تشکیل دی ہے جو ایک ہفتے کے اندر اندر ایسے تمام غیر رجسٹرڈ اداروں کی فہرست تیار کرے گی جس کے بعد ضروری کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال پوچھا گیا تھا کہ لاہور میں 900 کے قریب ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس ہیں مگر محکمہ نے جواب دیا ہے کہ غیر رجسٹرڈ ہوٹلوں اور گیسٹ ہاؤسز کی تصدیق کے لئے ایک ٹیم تشکیل دے دی گئی ہے۔25۔فروری 2011 کو یہ سوال پوچھا گیا تھا اور آج تقریباً ایک سال ہو گیا ہے لہذا ان کی تعداد بڑھنی چاہئے تھی کیونکہ انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ 317 ہمارے پاس ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس ہیں لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس غیر قانونی طور پر چلنے والے ان ہوٹلوں اور گیسٹ ہاؤسز کی فہرست کیوں نہیں ہے کیونکہ انہیں پتا ہونا چاہئے کہ یہ لاہور میں کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انہیں latest position بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! 317 ہوٹل اور گیسٹ ہاؤسز محکمہ کے پاس ہیں۔اگر میری بہن کو کسی گیسٹ ہاؤس کا پتا ہے تو وہ نشاندہی کریں اور ہمیں بتائیں جس پر ہم کارروائی کریں گے اور ان سے سابقہ واجبات بھی لیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاہور میں 900 کے قریب ہوٹل ہوں گے کیونکہ اگر یہاں سے start لیں تو رائے ونڈ تک کتنے ہوں گے کیونکہ 300 تو ماڈل ٹاؤن کے علاقے اور جوہر ٹاؤن میں ہوں گے۔ریلوے سٹیشن اور لوئر مال پر کئی ایسے گیسٹ ہاؤسز ہیں جبکہ کیولری گراؤنڈ میں بھی نظر آئیں گے۔ میں تو نشاندہی کر رہی ہوں لیکن آپ تعداد کم بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: Exemption پر تو کام نہیں چلتا، بات یہ ہے کہ authenticity ہونی چاہئے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد یہ مجھے نشاندہی فرمادیں جس پر بالکل کارروائی کی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سامیہ امجد ایوان میں داخل ہوئیں)

جناب سپیکر: محترمہ! جن کا سوال ہے وہ خود آ گئی ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس کا تتمہ میرے پاس نہیں ہے اور محترمہ ساجدہ میر نے اس پر بات کر لی ہے تو اس سوال پر آپ کے لئے میں صرف شعر پڑھ دیتی ہوں کہ:۔

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

جناب سپیکر! اس کے بعد میں اگلا سوال take up کر لوں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 8704 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-ڈائریکٹرا اور ای ٹی او کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8704: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں ای ٹی او اور ڈائریکٹر لیول کے کتنے افسران ہیں ان میں سے ہر ایک کتنے عرصے سے لاہور ہی میں تعینات ہے، ان میں ہر ایک کی بطور ای ٹی او اور ڈائریکٹر کتنی مدت ملازمت ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے پراپرٹی، موٹر برانچ اور دوسرے شعبہ جات سے تعلق رکھتے ہیں اور کتنے عرصے سے ایک ہی شعبہ میں ہیں؟

(ج) لاہور میں موٹر برانچ کے کتنے سرکل / ڈویژن ہیں؟

(د) لاہور میں کتنے ای ٹی او اور ڈائریکٹرز ایسے ہیں کہ اگر ان کی تبدیلی ہوتی بھی ہے تو جلد ہی وہ واپس لاہور اپنی تعیناتی کروانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں؟

(ہ) لاہور میں تعینات ای ٹی اوز اور ڈائریکٹرز کے نام کیا ہیں اور ان کی مدت ملازمت کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) لاہور میں تین ڈائریکٹر اور انیس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر / اسیسنگ اتھارٹی تعینات ہیں، ان افسران کی عرصہ تعیناتی اور مدت ملازمت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ای ٹی اوز اور ڈائریکٹرز کی سطح کے افسران محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ملازمین ہیں جو کہ کسی خاص شعبہ سے تعلق نہ رکھتے ہیں اور انہیں صوبہ بھر میں کسی ضلع و ڈویژن میں کسی جگہ پر بھی تعینات کیا جا سکتا ہے۔البتہ پراپرٹی، موٹر برانچ اور دیگر ٹیکسیسز میں تعینات افسران کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ٹیکسز کی تفصیل	تعداد افسران	عہدہ
پراپرٹی ٹیکس، ایکسائز، پروفیشنل ٹیکس	1	ڈائریکٹر (ریجن "اے")
پراپرٹی ٹیکس، تفریحی ڈیوٹی، ہوٹل ٹیکس	1	ڈائریکٹر (ریجن "بی")
موٹر رجسٹریشن و ٹیکسیشن	1	ڈائریکٹر (ریجن "سی")
موٹر رجسٹریشن و ٹیکسیشن	4	موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی (ای ٹی اوز)
پراپرٹی ٹیکس	12	ای ٹی اوز
دیگر ٹیکسسز (ایڈ من، ایکسائز و پروفیشنل ٹیکس، تفریحی / ہوٹل ٹیکس)	4	ای ٹی اوز

ای ٹی اوز اور ڈائریکٹرز کی تعیناتی کی مکمل تفصیل جواب جز (الف) میں دی جا چکی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں دو موٹر برانچیں ہیں جو ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ریجن (سی) لاہور کے زیر نگرانی قائم ہیں۔ایک برانچ فرید کوٹ روڈ پر واقع ہے جہاں تین موٹر رجسٹرنگ اتھارٹیز اور دوسری برانچ DHA لاہور کینٹ میں قائم ہے جہاں ایک موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی کام کر رہی ہے۔موٹر برانچوں میں سرکل / ڈویژن نہ ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ محکمہ میں کچھ عرصہ پہلے تک ایسے پوسٹنگ ہوتی رہی ہے تاہم موجودہ حکومت کے دوران اس کی مکمل حوصلہ شکنی کی گئی ہے، سال 11-2010 اور 2012 میں ایسی کوئی پوسٹنگ نہیں کی گئی ہے اور افسران کو ان کی قابلیت کی بنیاد پر تعینات کیا جا رہا ہے۔

(ہ) اس کی تفصیل جواب جز (الف) میں ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس جواب کے جز (ہ) کے تتمہ میں ڈائریکٹرز کی تعیناتی یعنی ان کی سروس کے متعلق دس سال، گیارہ سال اور بارہ سال وغیرہ دیا گیا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ اس حوالے سے قانون کیا ہے، کیا ڈائریکٹرز کا tenure باقی لوگوں کی طرح تین سال نہیں ہے، یہ دس دس، گیارہ گیارہ سال سے ان پوسٹوں پر کیسے تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو دس سے بارہ سال کے عرصے میں ادھر تعینات ہو۔ اگر کوئی تعینات ہوتا بھی ہے تو procedure کے مطابق اس کی shifting ہوتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! تتمہ میں ہے کہ فرمان مسعود بطور ای ٹی او 13 سال سے کام کر رہے ہیں، مقصود پرویز بٹ 21 سال اور اس کی پوری ایک لسٹ ہے جو انہوں نے خود submit کی ہے یا تو اس سوال کو یہ revise کر کے دیتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مدت تعیناتی کے متعلق rule کیا ہے اور ان کی duration تین سال ہے یا اس سے زیادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ ایک ہی سیٹ پر دس دس، بارہ بارہ سال سے نہیں ہیں۔ ای ٹی او تو دس سال سے ای ٹی او ہی ہیں اس لئے ان کا دیا گیا ہے کہ دس سال سے ای ٹی او ہیں اور ان کی ترقی نہیں ہوئی مگر وہ ایک سیٹ پر کام نہیں کر رہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: کتنی duration کے لئے وہ اس سیٹ پر کام کر سکتے ہیں اور اس بارے میں by law کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میرے خیال میں تین سال تک کام کر سکتے ہیں مگر ایک سیٹ پر کوئی بھی تین سال سے زائد نہیں رہ سکتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اب یہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ تین سال کام کر سکتے ہیں اور یہ تتمہ میں ہے کہ فرمان مسعود صاحب بطور ای ٹی او 18 سال، بطور اے ای اے-II تیرہ سال اور بطور ای ٹی او سات سال، یہ مبہم بات ہے۔ انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ تین سال ہے اور وہ ٹرانسفر نہیں ہوتے، اس کی پالیسی کیا ہے؟ کہیں بیس سال کے لئے ایک ہی تعینات ہے تو اس کا قانون کیا ہے؟ میں کسی ایک بندے کو ٹارگٹ نہیں کر رہی۔ اگر ایک قانون ہے تو کیوں یہ اتنے اتنے سال سے ایک جگہ پر تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات(جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!صرف ایک ای ٹی او تین سال سے ایک سیٹ پر تھا اور اس کے علاوہ کوئی بھی تین سال سے اوپر نہیں ہے اور یہ shiftہوتے رہتے ہیں۔یہ نہیں ہوتا کہ ایک سیٹ پر رہیں، کبھی ریجن اے میں آ گئے کبھی بی میں چلے گئے لیکن ان کی shifting/transferہوتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میں اسے آپ کے پاس بھجوا دیتی ہوں جس میں واضح طور پر لکھا ہے اور انہیں کچھ misunderstandingہو رہی ہے۔واضح طور پر لکھا ہے کہ پینتیس سال مقصود احمد، احسان احمد وغیرہ اور یہ کسی ایک آدھ کی مثال نہیں ہے۔جب آپ نے rule of law followنہیں کرنا تو پسندیدگی کے ruleکے تحت آپ کے یہ ڈائریکٹرز تعینات ہیں؟

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات(جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!میری معزز بہن کو اس بات کا پتا نہیں ہے کہ وہ نوکری میں ای ٹی او اور ڈائریکٹرز ہی ہیں اس سے زیادہ نہیں ہیں اور ایک سیٹ پر کسی کا بھی تین سال سے زائد عرصہ نہیں ہے۔ایک ای ٹی او کا صرف تین سال کا ایک tenureتھا اور اس کے بعد وہ بھی نہیں ہے۔یہ نوکری کا حصہ نہیں ہوتا اور ایک ریجن سے دوسرے ریجن میں جائیں تو ان کی shiftingاور ٹرانسفر ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ میں آپ کو بھجوا دیتی ہوں اور جہاں جہاں میں نے انڈر لائن کیا ہے آپ اسے مہربانی کر کے خود دیکھ لیں کہ گیارہ سال، سولہ سال اور بیس سال لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ صرف ایک ہے۔

جناب سپیکر:میرے پاس اس کی کاپی ہے میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات(جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!معزز ممبر گیارہ سال اور بارہ سال کہہ رہی ہیں تو وہ لاہور میں ضرور ہوں گے مگر ان کی تعیناتی ایک جگہ پر نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ ایک سرکل سے دوسرے سرکل میں جاتے رہتے ہیں تو کیا انہیں لاہور سرکل جمیز میں ملا ہے کہ یہ لاہور میں ہی رہیں گے۔یہ ایک wished سرکل ہے کہ انہوں نے لاہور ہی میں رہنا ہے اور جب ان کا tenure پورا ہوتا ہے تو وہ باہر تعینات کیوں نہیں ہوتے اور انہیں باہر کیوں نہیں بھیجا جاتا اس حوالے سے rule کیا ہے کہ ایک ہی سٹیشن پر سرکل بدلتے رہیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لاہور سے باہر بھی جاتے ہیں مگر جو بات بار بار ہو رہی ہے تو مجھے کسی کا بتا دیں۔ میں نے آپ کو بتایا کہ ایک ہی ای ٹی او جو تین سال سے تھا اس سے زیادہ کوئی بھی نہیں رہا۔اگر کوئی ہے تو اجلاس کے بعد میرے ساتھ آپ بیٹھ جائیں اور محکمہ کی کوئی بھی اگر ایسی کارروائی ہو گی یا کوئی غلط جواب ہوا تو اس پر action کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اسے مکمل طور پر چیک کروایا جائے۔اس میں تھوڑی سی confusion ہو رہی ہے کہ مدت ملازمت اور تعیناتی کے کالم بنائے ہوئے ہیں جو آپ نہیں دیکھ رہے جس میں چھ ماہ، آٹھ ماہ وغیرہ ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مدت ملازمت کے نیچے ہی یہ سارے لکھے ہوئے ہیں جنہیں میں نے مارک کر کے دیا ہے۔ ٹھیک ہے جگہ تعیناتی اور تاریخ تعیناتی، مدت تعیناتی اور مدت ملازمت اور وہ ملازمت بھی بیچ میں آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 9157 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*9157: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ نے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول کیا؟

(ب) پراپرٹی ٹیکس کا سروے فیصل آباد میں کب ہوا تھا؟

(ج) پراپرٹی ٹیکس کا سروے کن کن ملازمین نے کیا؟

(د) چالیس ہزار سے زائد کل کتنے اداروں سے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا؟

(ہ) اس شہر میں کس کس ہوٹل سے پراپرٹی ٹیکس اور دیگر کون کون سا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے، ان ہوٹلوں کے نام، رقبہ سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مذکورہ سالوں میں جو وصولی ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	وصولی
2009-10	مبلغ -/352,195,276 روپے
2010-11	مبلغ -/358,444,916 روپے

(ب)

1- فیصل آباد II، ریٹنگ ایریا کا سروے دسمبر 2001 میں مکمل ہوا جس کا اطلاق 01-01-02 سے ہوا۔

2- فیصل آباد III ریٹنگ ایریا کا سروے 30۔جون 2004 میں ہوا جس کا اطلاق 01-07-04 سے ہوا۔

(ج) ان ملازمین کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایسے ادارے جو 40 ہزار روپے اور زائد پراپرٹی ٹیکس سالانہ ادا کرتے ہیں ان کی تعداد 41 ہے ان کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) فیصل آباد میں صرف ہوٹلز کی تعداد 32 ہے اور یہ ہوٹلز پراپرٹی ٹیکس، بیڈ ٹیکس اور پروفیشنل ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ پروفیشنل ٹیکس ایک ہزار اور تین ہزار کی کیٹیگری میں آتا ہے اس ضمن میں گزارش ہے کہ صرف ہوٹلز وہ شمار کئے گئے ہیں جن کے کمرہ جات رہائش کے لئے کرایہ پر دیئے جاتے ہیں ان میں ریسٹورنٹ، کھانے پینے والے ہوٹل شامل نہ ہیں۔ تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جواب میں ہے کہ ہوٹلوں میں "بیڈ ٹیکس" لیا جاتا ہے تو مجھے بتایا جائے کہ یہ ٹیکس کتنا لیا جاتا ہے اور کیوں لیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! اس سوال میں تو کوئی ایسا نہیں ہے یہ fresh question بنتا ہے جو یہ کر دیں تو میں انہیں بتادوں گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ "بیڈ ٹیکس" اگر لیا جاتا ہے تو اسے بالکل ختم کر دیا جائے کیونکہ اسی وجہ سے لوگ فٹ پاتھوں پر سو رہے ہیں۔ وہ ٹیکس دے سکیں اور نہ کوئی کمرہ خرید کر سکیں۔ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر مزدوری کے لئے جاتے ہیں اور یہ بیڈ ٹیکس لگاتے ہیں۔ خدا کے بندو خود تو آپ جنت میں سوتے ہیں وہاں پر جھولے لیتے ہیں اور غریبوں کے لئے بیڈ ٹیکس لگا دیا ہے۔ یہ ماننے والی بات ہے یا نہیں؟ اس کو فوری طور پر ختم کیا جائے، یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ بیڈ ٹیکس لیا جاتا ہے جس کو بستر ٹیکس کہتے ہیں اور چار پائی ٹیکس بھی کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی بیڈ ٹیکس ہو وہ آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹیکس آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے، یہ غور طلب بات ہے۔ یہی تو میں کہتی ہوں کہ یہ ختم کر دیا جائے۔ بیڈ ٹیکس نہیں ہونا چاہئے کسی اور چیز پر ٹیکس لگا دیں۔

جناب سپیکر: آپ تحریری طور پر کوئی تجویز لائیں۔ جب تجاویز آئیں گی اس وقت آپ یہ تجویز دے دینا، پھر اس کو دیکھیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ ایسے ہی ٹرخا دیتے ہیں، ہم نے اس کی correction کرائی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز(ہ) میں ہوٹلوں کے بارے میں پراپرٹی ٹیکس کی تفصیل پوچھی گئی ہے اور جواب میں لکھا گیا ہے کہ ان ہوٹلوں میں ریسٹورنٹ اور کھانے پینے والے ہوٹل شامل نہ ہیں۔ ان پر ٹیکس کیسے لگتا ہے اور وہ شامل کیوں نہ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جو کھانے پینے والے ریسٹورنٹ ہیں وہ ہمارے under نہیں آتے بلکہ مرکزی حکومت وہاں سے ٹیکس لیتی ہے۔ ہم صرف ہوٹل کا ٹیکس لیتے ہیں، ویلتھ ٹیکس لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی نہیں لیتے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر بتانا چاہوں گا کہ تمام پراپرٹیز جو پنجاب کی سرزمین پر بنی ہوئی ہیں وہ پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں کی مد میں حکومت پنجاب کی ذمہ داری میں ہے۔ یہاں میں یہ بھی نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ واپڈا کے دفاتر، مرکزی حکومت کے دفاتر نقشہ پاس کراتے ہیں اور نہ وہ ٹیکس دیتے ہیں۔ اِس محکمے کو اُن سے بھی ٹیکس collect کرنا چاہئے۔ یہ ٹیکس میونسپل سروسز دینے کے لئے اکٹھا ہوتا ہے۔ ہم سیوریج اور سڑکیں مہیا کرتے ہیں اور ان پر پیسے لگائے جاتے ہیں۔ اگر ریسٹورنٹس کا ٹیکس بھی collect نہیں کرتے تو میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ ان کو ٹیکس collect کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ فیصل آباد I,II ریٹنگ ایریا کا survey دسمبر 2001 میں مکمل ہوا۔ کیا یہ بتائیں گے کہ یہ rating survey قانون کے مطابق کتنی دیر کے بعد کیا جاتا ہے، 2001 میں یہ survey مکمل ہوا اور آج 2012 ہے گیارہ سال کے اندر جو نئی بلڈنگیں بنی ہیں ان کا پراپرٹی ٹیکس کیسے اکٹھا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پچھلی حکومتوں کی نااہلی کی وجہ سے نہیں ہو سکا اب اس کو شروع کروا دیا گیا ہے۔ اس کا survey شروع ہو گیا ہے اور ہم اس کی نئی رپورٹ بھی پیش کر دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ پچھلی حکومتوں نے یہ نہیں کیا لیکن یہ حکومت تو چار سال پورے کر چکی ہے۔ انہوں نے rating area III کو 30۔جون 2004 میں مکمل کیا جبکہ فیصل آباد I,II زون کو تو 2001 میں مکمل کیا گیا۔ کیا ڈیپارٹمنٹ نے اندازا لگایا ہے کہ survey نہ کرنے اور اتنا زیادہ وقفہ ڈالنے کا کتنا نقصان ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں کچھ delay کیا گیا ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ فیصل آباد میں آئے روز ایک نیا issue arise ہوتا رہتا ہے۔ وہاں بجلی نہیں دی جا رہی، گیس نہیں دے رہے اور اب ہماری تمام انڈسٹریاں بند پڑی ہیں جس کی وجہ سے وہاں environment میں کافی خرابی ہے۔ ہم نے اس پر جلد ہی survey شروع کر دیا ہے اور اس معزز House میں اس کی رپورٹ بھی پیش کر دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آدھا دے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ قانون کے مطابق rating survey کتنی دیر کے بعد کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ شروع ہو چکا ہے اور میں معزز ممبر کو بتا رہا ہوں کہ آنے والے کسی بھی اجلاس کے اندر ہم اس کی رپورٹ پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ یہ نہیں پوچھ رہے ہیں، وہ اس بات سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ rating survey کتنے عرصے کے بعد ہونا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ پانچ سال کے بعد ہونا چاہئے مگر پچھلی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے یہ نہیں ہو سکا اور وہ ہم مان رہے ہیں۔ میں تو بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ پچھلی حکومت کی نااہلی تھی اور اس دفعہ ہم آپ کو کر کے دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کا آدھا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا آدھا ہی رہ گیا تھا۔ یہ پہلے تو مان ہی نہیں رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ fresh question بنتا ہے پھر بعد میں کہنے لگے کہ بیڈ ٹیکس آٹھ فیصد لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا آدھا سوال ہو گیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں سوال پر آ رہی ہوں۔ یہ بتائیں کہ سنگل بیڈ پر کتنا ٹیکس ہے اور ڈبل بیڈ پر کتنا ہے؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! چاہے سنگل ہو یا ڈبل ہو میں نے بتایا ہے کہ ٹیکس آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 9158 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ٹوکن ٹیکس اور رجسٹریشن کی مد میں ہونے والی آمدن و دیگر تفصیلات

*9158: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران فیصل آباد سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ٹیکس کس کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس ٹیکس کی وصولی میں بہتری کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) موٹر رجسٹریشن برانچ فیصل آباد میں گریڈ 11 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) کتنے ملازمین تین سال سے زائد اس جگہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران فیصل آباد سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے مندرجہ ذیل رقم وصول ہوئی:۔

سال	2009-10	2010-11
ٹوکن ٹیکس	مبلغ-/112,747,564روپے	مبلغ-/226,709,965روپے
رجسٹریشن فیس	مبلغ-/71,381,241روپے	مبلغ-/82,636,287روپے
ٹرانسفر فیس	مبلغ-/21,918,736روپے	مبلغ-/30,055,946روپے
لگژری ٹیکس	مبلغ-/32,400,000روپے	مبلغ-/3,100,000روپے
ٹوٹل	مبلغ-/238,447,541روپے	مبلغ-/342,502,198روپے

(ب) ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ٹیکس کی شرح کا گوشوارہ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! حکومت اس ٹیکس کی وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے:۔

(1) گاڑیوں کی رجسٹریشن کا کام پنجاب کے تمام اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے۔

(2) گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کے نظام سے پہلے کے ریکارڈ کو پوسٹ ٹرانزیکشن کے وقت کمپیوٹر میں اپ ڈیٹ کیا جا رہا ہے۔

(3) پوسٹ آفس اور محکمہ ہذا میں ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے نظام کو بھی کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔

(4) گاڑیوں کے کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن ریکارڈ کی آن لائن تصدیق کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

(5) عوام الناس کی سہولت کے لئے حکومت پنجاب کی ویب سائٹ پر ٹیکس کیلکولیٹر دستیاب ہے۔

(6) پرکشش نمبروں کی ہر ضلع میں ہر سیریز میں نیلامی کی جاتی ہے جس سے آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

(7) اشتہار و میڈیا مہم سے عوام کو ٹیکس / ادائیگی کی ترغیب دی جارہی ہے۔

(8) غیر رجسٹرڈ اور ڈیفالٹر گاڑیوں کی پکڑ کے لئے روڈ چیکنگ کی جاتی ہے۔

(د) موٹر رجسٹریشن برانچ فیصل آباد میں گریڈ 11 اور اوپر کے پانچ ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ مندرجہ ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام اہلکار	عہدہ	گریڈ
1	نعمان خالد	ETO	17
2	رائے سرفراز احمد	AETO	16
3	عبدالستار اعوان	ETI	14
4	ایاز عقیل	ETI	14
5	اختر حسین	ETI	14

(ہ) اس وقت تیرہ ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے موٹر برانچ میں کام سرانجام دے رہے ہیں اور ان کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ ہے-ان ملازمین کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں ٹوکن ٹیکس کی مد میں پچھلے سال 112 ملین روپے اکٹھے ہوئے، 2010-11 میں 226 ملین روپے اکٹھے ہوئے۔ میں وجہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈبل پیسے کیسے اکٹھے ہو گئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اچھی حکمت عملی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ ہمارے محکمے نے کافی اچھا کام کیا اور recovery کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز میں computerization کا ذکر کیا گیا ہے۔ میرے علم میں ہے کہ لاہور میں computerized automation ہو گئی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ باقی کتنے ضلعوں میں کر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات(جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ تقریباً سب ضلعوں میں ہو چکی ہے صرف دو تین ضلعوں میں رہ گئی ہے، عنقریب ہو جائے گی۔ انشاء اللہ اسی مہینے پوری ہو جائے گی اور ہم آپ کو وہ رپورٹ دے دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جز (الف) کے جواب میں کہا کہ 2010-11 میں گورنمنٹ کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے زیادہ پیسا اکٹھا ہوا۔ جو اچھی بات ہے اور میں مبارک باد دیتا ہوں لیکن یہ بھی بتا دیجئے کہ 2009-10 میں کیا اُن کی کارکردگی ٹھیک نہیں تھی؟ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ غیر رجسٹرڈ defaulter گاڑیوں کی پکڑ کے لئے روڈ چیکنگ ہوتی ہے۔ انہوں نے کتنی defaulter گاڑیاں پکڑی ہیں اور اُن کا کیا حشر کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی گاڑی پکڑی جاتی ہے تو اس کا جو بھی ٹیکس بنتا ہے اگر وہ محکمے کو pay کر دے تو گاڑی کے کاغذ واپس دے دیئے جاتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا صرف وہ ٹیکس وصول کرتے ہیں اور جو گورنمنٹ کا خرچہ آتا ہے وہ کس کھاتے میں جاتا ہے؟ اگر کوئی جرمانہ نہیں ہے، سزا نہیں ہے تو کیا صرف ٹیکس ہی وصول کرنا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جرمانہ بھی لیا جاتا ہے اور سب کچھ لیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس مد میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! گاڑی کے حساب سے جرمانہ ہوتا ہے اور ہر گاڑی کا علیحدہ جرمانہ ہوتا ہے۔ جیسے CULTUS گاڑی کا الگ جرمانہ

ہو گا،TOYOTA کا الگ ہو گا۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے یہ جمع کرا دیں اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہی تفصیل پوچھ رہا ہوں کہ کتنی گاڑیاں پکڑی گئی ہیں اور اس مد میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس مد میں آپ کو کتنی رقم ملی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بے شمار گاڑیاں پکڑی جاتی ہیں اگر انہوں نے اس کی تعداد مجھ سے پوچھی ہوتی تو میں ان کو بتا دیتا۔

جناب سپیکر: جی، واقعی fresh question بنتا ہے۔ اب اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 9159 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے ہوٹلوں سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*9159: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ لاہور کے کن کن ہوٹلوں سے پراپرٹی ٹیکس وصول کرتا ہے، ان کے نام اور ان کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران ان سے کتنا ٹیکس وصول کیا گیا، تفصیل ہوٹل وار بتائیں؟

(ج) یہ ہوٹل کس کس ریٹنگ ایریا میں ہیں اور ان سے پراپرٹی ٹیکس کس ریٹ سے وصول کیا گیا؟

(د) ان سالوں کے دوران کس کس ہوٹل کو پراپرٹی ٹیکس معاف کیا گیا، ان ہوٹلوں کے نام اور معاف کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ان ہوٹلوں سے معاف کردہ پراپرٹی ٹیکس کی رقم وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) محکمہ لاہور کے 317 ہوٹلز/گیسٹ ہاؤسز سے پراپرٹی ٹیکس وصول کرتا ہے ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 09-2008، 10-2009 اور 11-2010 کے دوران جو ٹیکس وصول کیا گیا، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	وصول شدہ ٹیکس
2008-09	مبلغ -/25,489,331 روپے
2009-10	مبلغ-/-/114,313,644 روپے
2010-11	مبلغ -/46,922,233 روپے

مزید یہ کہ سال 10-2009 میں جو زیادہ ٹیکس وصول ہوا ہے اس کی وجہ پی سی ہوٹل سے بقایاجات مبلغ -/85,990,299 روپے کی وصولی ہے۔اسی طرح سال 11-2010 میں بھی اسی ہوٹل سے مزید بقایاجات مبلغ -/9,087,734 روپے اور چند دوسرے ہوٹلوں سے بقایاجات و ٹیکس کی تشخیص میں اضافہ اور کچھ نئے ہوٹلوں سے پہلی دفعہ ٹیکس وصولی ہے جس کی مکمل تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ ہوٹلز لاہور ریٹنگ ایریا میں واقع ہیں اور ان سے پنجاب اربن ایمووایبل اربن پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ 3 کے تحت پراپرٹی کی سالانہ ریٹنل ویلیو مبلغ -/20,000 روپے تک ہو تو سالانہ ریٹنل ویلیو کا 20 فیصد پراپرٹی ٹیکس لیا جاتا ہے۔اس سے زیادہ سالانہ ریٹنل ویلیو کی صورت میں 25 فیصد کے حساب سے ٹیکس لیا جاتا ہے۔

(د) مندرجہ ذیل ہوٹلز کو پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ (g)4 کے تحت معاف کیا گیا ہے کیونکہ جائیداد میں مختلف بیوگان شریک مالک ہیں اور صرف ان بیوگان کے حصے کا ٹیکس معاف کیا گیا ہے ان سالوں کے دوران جن ہوٹلز کو ٹیکس معاف کیا گیا ان کے نام اور معاف کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ہوٹل			رقم ٹیکس معاف کردہ	
	سال 2008-09	2009-10	2010-11	ٹوٹل
نولکھا ہوٹل	12,150/- روپے	12,150/- روپے	12,150/- روپے	36,450/- روپے
فرخ ہوٹل	8315/- روپے	8315/- روپے	8315/- روپے	24,945/- روپے
پیراڈائز ہوٹل	11,202/- روپے	11,202/- روپے	11,202/- روپے	33,606/- روپے
زمیندار ہوٹل	48,418/- روپے	48,418/- روپے	48,418/- روپے	145,254/- روپے
پاک رائل ہوٹل	6,586/- روپے	6,586/- روپے	6,586/- روپے	19,758/- روپے
چودھری ہوٹل	6,034/- روپے	6,586/- روپے	6,586/- روپے	18,102/- روپے
فیصل ہوٹل	12,150/- روپے	12,150/- روپے	12,150/- روپے	36,450/- روپے
ٹوٹل	104,855/- روپے	104,855/- روپے	104,855/- روپے	314,565/- روپے

(ہ) جی، نہیں۔ کیونکہ پراپرٹی میں سے بیوہ کے حصہ کی معافی پنجاب اربن ایموو ایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ 4(g) کے تحت دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ hotels کس کس rating areas میں ہیں، ان سے پراپرٹی ٹیکس کس ریٹ سے وصول کیا جاتا ہے اور اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ hotels لاہور rating area میں واقع ہیں اور ان سے Punjab Urban Immoveable Property Tax Act 1958 کی دفعہ 3 کے تحت پراپرٹی کی سالانہ rental value کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا لاہور eighteen rating areas میں fall کرتا ہے یا کتنے rating areas میں fall کرتا ہے کیونکہ یہ ایک rating area نہیں ہے بلکہ ہر ایریا کے لئے علیحدہ سے ریٹ مقرر ہیں تو یہ بتائیں کہ لاہور کے ٹوٹل rating areas کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاہور کے ٹوٹل rating areas کتنے ہیں؟ This is very simple question.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ rating کسی جگہ 20 فیصد ہے اور کسی جگہ 25 فیصد ہے، اس میں چھ rating areas ہیں اور ہم اس میں مختلف طریقوں سے ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بتادیا ہے کہ چھ ریٹنگ ایریاز ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے اور ان کے ساتھ والے معزز ممبر نے کہا کہ چھ ہیں تو انہوں نے چھ کہہ دیا ہے۔ یہ ریٹنگ ایریا dozens کے حساب سے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے question properly تیار کئے ہیں اور نہ ہی ان کو جوابات اور ان کی صحت کے بارے میں علم ہے۔ یہ House کو دیکھیں اور اس کا تقدس دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میرے خیال میں رانا صاحب اس بات کو جانتے نہیں ہیں، یہ ہمارے معزز ممبر بھی ہیں اور پڑھے لکھے بھی ہیں۔ rating areas چھ ہی ہیں اور یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں اگر اس سے زیادہ ہوں گے تو جو سپیکر صاحب سزا دیں گے وہ ہمیں منظور ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر معزز ممبر نے بات کی ہے کہ محکمے نے یہاں پر صرف ایک مخصوص ایریا کے ہوٹلز کی لسٹ دی ہے اور اس میں صرف وہ ہوٹلز ہیں جو ریلوے سٹیشن کے علاقے میں ہیں۔ آپ کہیں تو میں ان کے نام بھی پڑھ دیتی ہوں جن میں نولکھا ہوٹل، فرخ ہوٹل، پیراڈائز ہوٹل، زمیندار ہوٹل، پاک رائل ہوٹل، چودھری ہوٹل اور فیصل ہوٹل ہیں۔ یہ سارے ریلوے سٹیشن کے ارد گرد کے ہوٹلز ہیں اور باقی ہوٹل کس جگہ پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ forth last Hotel کا نام پڑھ لیں گے؟ وہ نام پڑھ کر مجھے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! کون سا؟

جناب سپیکر: Page No: 1 پر جو four last hotels ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں آپ کو ایک بات بتا رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں بات پھر پوچھوں گا پہلے مجھے اُس ہوٹل کا نام پڑھ کر سنائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا ساری بیوائیں ریلوے سٹیشن پر رہتی ہیں؟

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، یہ بات میری سمجھ میں آگئی ہے۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا بیوگان صرف اسی ایریا میں رہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میری بات سنیں کہ ہم ٹیکس سب سے لیتے ہیں مگر وہ portions جو کسی یتیم بچے یا بیوہ کے ہوں تو اس کو ہم اس میں سے نکال دیتے ہیں اور بقیہ ہوٹل کا ویسے ہی ٹیکس لیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ سارے ریلوے سٹیشن کے ہوٹلز ہیں اور ساری بیوگان ریلوے سٹیشن پر ہی رہتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! ہمارے پاس جو اچھے ہوٹلز ہیں وہ آپ کو پتا ہے کہ مال روڈ اور اس کے ارد گرد ہیں یا لبرٹی وغیرہ میں ہیں۔ اس کے علاوہ جتنے بھی زیادہ ہوٹلز ہیں وہ سٹیشن کے پاس ہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا یتیم بچہ اٹھارہ سال کے بعد بھی یتیم ہی ہوگا، یہ بتایا جائے کہ اس کے لئے کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ بیوہ جب تک زندہ ہے اس نے کسی کے نام منتقل نہیں کیا ہوگا۔ اب اگلا سوال محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال بھی محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ کا ہے۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال سردار کامل گجر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار کامل گجر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہاں پر ابھی تشریف فرما تھے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! تھوڑی دیر پہلے چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر10281 کوdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی چودھری شوکت محمود بسراء کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذاdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر10640 ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھ کر سنایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ٹائم ضائع ہو گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو بڑے خوش ہو رہے ہیں کہ ان سے سوال کرنے کے لئے آج کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، سارے بیٹھے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سارے سوالات توdispose of ہو رہے ہیں چلیں، ایک سوال کا تو جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، جواب دیں گے کیوں نہیں دیں گے۔اس سوال کا جواب آپ خود پڑھ لیں باقی آپ ضمنی سوال کریں۔ میں پھر ان سے جواب لیتا ہوں۔

لاہور: موٹر برانچز میں عملہ کی ملی بھگت سے کروڑوں روپے کے گھپلوں کی تفصیلات

*10640: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔ستمبر 2011 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہور کی موٹر برانچز میں ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی ملی بھگت سے گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس کو کلیئر ظاہر کر کے سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں متعدد شکایات کے باوجود کوئی انکوائری نہ کروائی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان برانچز میں تعینات ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کو یہاں سے تبدیل کرنے تھرڈ پارٹی سے اس سلسلہ میں انکوائری کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے دراصل ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے حوالے سے لاہور کی موٹر برانچ میں گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی کی رسیدات کو دیکھ کر اور متعلقہ ضلع جہاں ٹیکس کی آخری ادائیگی کی گئی ہو، کے متعلقہ مجاز افسر (موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی) سے ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی سے متعلقہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد کمپیوٹر سسٹم میں اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر کے عہدہ کا افسر یا انسپکٹر اندراج کرتا ہے-مزید برآں انٹرنل آڈٹ کی تصدیق اسٹیٹ بنک آف پاکستان، دفتر خزانہ اور اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر سے بھی تہرے نظام کے تحت باقاعدگی سے کی جاتی ہے جبکہ موٹر کاروں کے ٹوکن ٹیکس کی وصولی محکمہ ڈاک کرتا ہے اور گاڑی کے مالکان اپنی گاڑیوں کی محکمہ ڈاک میں ادا شدہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی کے بعد ثبوت متعلقہ ای ٹی او موٹر برانچ لاہور کو پیش کرتے ہیں جبکہ محکمہ ڈاک خانہ جات سے مستقل ربط کے ذریعے مجاز ڈاک خانہ جات سے جہاں موٹر کاروں کی ٹوکن ٹیکس ادائیگی کی سہولت حاصل ہے کمپیوٹرائزڈ اعداد و شمار باقاعدگی سے حاصل کئے جاتے ہیں اور انہیں موٹر برانچ لاہور اپنے کمپیوٹر سسٹم میں درج کر کے نادہندہ گاڑی مالکان کے خلاف مؤثر اور بھرپور کارروائی کرتا ہے-مزید یہ کہ پچھلے مالی سال میں ماہ دسمبر تک ٹوکن ٹیکس کی مد میں مبلغ -/738,952,139روپے وصول کئے گئے تھے جبکہ اس سال ٹوکن ٹیکس نادہندگان کے خلاف جاری مہم اور مؤثر حکمت عملی کے نتیجے میں ماہ دسمبر تک مبلغ -/840,354,221روپے وصول کئے گئے ہیں جو کہ پچھلے سال کے مقابلے میں -/101,402,082روپے زیادہ ہے-

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ کسی بھی قسم کی بے ضابطگی یا شکایت کی صورت میں فوری طور پر محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے-

(ج) موٹر برانچ میں تعینات ڈیٹا انٹری آپریٹرز و ایکسائز افسران کو ٹرانسفر پالیسی کے مطابق تبدیل کیا جاتا ہے-مزید یہ کہ ٹوکن ٹیکس کے آڈٹ کے حوالے سے محکمہ ہذا میں AETO کی سطح پر

اندرونی جبکہ اے جی آفس کی سطح پر بیرونی آڈٹ کا بھی باقاعدہ نظام موجود ہے جبکہ کسی بھی بے ضابطگی کی صورت میں بلا تاخیر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔اس وقت درج ذیل ڈیٹا انٹری آپریٹرز اور ای ٹی اوز کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں۔

-1 انکوائری آرڈر مورخہ 21-02-2011 کے تحت محمد فیصل نعیم ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف misconduct اور corruption کے الزامات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

-2 انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت محمد فرحان ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

-3 انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت وسیم عباس ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

-4 انکوائری آرڈر مورخہ 29-10-2011 کے تحت Inefficiency, Misconduct اور Corruption کے الزامات کی بناء پر درج ذیل ملازمین کے خلاف joint محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

(1) فرخ شیر گوندل، ای ٹی او

(2) محمد ارشد، انسپکٹر

(3) رفاقت علی، انسپکٹر

(4) طارق محمود، ڈیٹا انٹری آپریٹر

-5 طارق محمود ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی ڈپلیکیٹ کاپی و تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری information کے مطابق جتنی بھی investigations ہیں، جن لوگوں کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے یعنی ان لوگوں پر اگر کوئی charges ہوں تو ان کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے اور پھر انہی لوگوں کو ایک ماہ یا دو مہینوں کے بعد محکمہ انہیں دوبارہ واپس لے آتا ہے۔آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے،مزید یہ کہ ٹرانسفر اور investigation کے حوالے سے محکمے کی پالیسی کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محکمے میں تبادلہ کے بارے میں clear پالیسی بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور انکوائری میں کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا تو ان کو واپس لے لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اُن کو تو ضمنی سوال کرنے دیں جن کا سوال ہے اور جنہوں نے محنت کی ہے۔ محترمہ! آگے بڑھیں یا نہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس میں، میں نے جو گزارش کی تھی کہ اگر عملے کے کسی سٹاف ممبر پر allegation ہوتا ہے اور اگر ان پر کوئی انوسٹی گیشن چل رہی ہے تو کیا during investigation وہ بندہ دوبارہ اسی اسامی پر تعینات کیا جا سکتا ہے یعنی جس کی وجہ سے ان پر کوئی allegation لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی! ان کا سوال بڑا simple ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! اگر اس پر کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی اور وہ بے گناہ پایا جاتا ہے تو پھر اسی سیٹ پر واپس آجاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا During investigation?

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جب investigation ہو رہی ہوتی ہے تو اس کو وہاں سے change کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، انوسٹی گیشن تو ہوتی ہے لیکن اگر کسی کے خلاف پرچہ درج ہو جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں محکمانہ انکوائری کی بات کر رہا ہوں۔ پرچے کی بات نہیں کر رہا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! یہاں پر جو جواب دیا ہوا ہے وہ درست نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Order please. I tell you there is a difference between investigation and inquiry. Inquiry is different thing and investigation is a different thing.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جی، میں انکوائری کی بات کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صفحہ 30 پر لکھا ہوا ہے کہ انکوائری چل رہی ہے، کارروائی چل رہی ہے اور اس سے اگلے صفحے پر بھی یہی لکھا ہوا ہے کہ انکوائری چل رہی ہے۔ میں یہ

پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس انکوائری کی duration کیا ہے اور انکوائری پر مزید کتنا عرصہ لگ جائے گا؟ انکوائری ہے کہ چلتی جارہی ہے اور کہیں پر بھی یہ commit نہیں ہوا کہ کسی کو کوئی سزا ہوئی ہے یا نہیں۔ میرا سوال اب یہ ہے کہ اس وقت سات آٹھ انکوائریاں چل رہی ہیں جو اس سوال میں mentioned ہیں لہذا بتائیں کہ یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہوں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! انکوائری کا اپنا ایک طریق کار ہے وہ ہمارے یا آپ کے کہنے سے ایک دم تو مکمل نہیں ہو جاتی، محکمہ اس کو اپنے طریقہ سے کرتا ہے۔ جب انکوائری میں کسی کا کوئی جرم ثابت ہوتا ہے تو پھر اس کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی جاتی ہے یا پھر اس کو نوکری سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو مکمل موقع ملتا ہے۔ وہ یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! اس وقت مختلف انکوائریاں چل رہی ہیں اور انکوائریاں مکمل ہوتی بھی رہتی ہیں۔ اگر یہ کسی specific case کا پوچھنا چاہتی ہیں تو اجلاس کے بعد معزز ممبر مجھے بتادیں میں ان کو پوری تفصیل بتادوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی تعریف کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے انتہائی حاضر دماغی سے بات کی ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ حاضر دماغی کے ساتھ ساتھ کوشش بھی کریں کیونکہ انہیں خود بھی پتا نہیں کہ انکوائری کا کیا procedure ہے اور یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہونی چاہئے۔ میں اجلاس کے بعد بھی ان سے جواب لوں گی لیکن یہ بات بھی on record رہے کہ اتنی زیادہ چیزیں چل رہی ہیں لیکن انہیں نہیں پتا کہ کب سے چل رہی ہیں اور کہاں کی طرف جارہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): اجلاس کے بعد تفصیل سے بتادوں گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گی کہ محکمہ نے جو جواب یہاں پر دیا ہوا ہے وہ درست نہیں ہے۔ میری اطلاع کے مطابق اس میں سے کچھ آفیسرز جن کی انکوائری چل رہی ہے اور during inquiry محکمے نے ان کو اسی جگہ پر تعینات بھی کیا ہوا ہے جہاں پر ان کے خلاف charges تھے آپ اسے check کر کے verify کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اگر کسی نے کوئی

غلطی کی ہے تو اس کو تاہی پر اس کو inquiry during ہی suspend ہونا چاہئے۔ یہ بات مناسب نہیں ہے کہ انکوائری کے دوران بھی وہ وہیں پر کام کرتا رہے، اس کو تبدیل بھی نہ کیا جائے اور محکمہ اس کی سرزنش بھی نہ کرے۔ آپ دیکھیں کہ بار بار جواب میں لکھا گیا ہے کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ اس انکوائری میں جتنا بھی وقت لگتا ہے اس دوران محکمانہ کارروائی کا procedure ضرور adopt کرنا چاہئے۔ وہ بندے وہیں پر کام کر رہے ہیں اور میں یہ بات بھی آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گی کہ جب میں نے یہ سوال اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروایا تو محکمہ کی طرف سے مجھے بہت زیادہ contact کرنے کی کوشش کی گئی کہ آپ یہ سوال واپس لے لیں ورنہ ہمیں نوکریوں سے جانا پڑے گا۔ مہربانی کریں اور اس طرح سے اس محکمہ کا ستیاناس نہ کریں کیونکہ یہ ایک sensitive issue ہے۔ جعلی نمبر پلیٹس والی گاڑیوں جیسے issues ہوں گے تو میرے خیال میں پھر دہشت گردی اور اس طرح کے دوسرے معاملات کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ اگر ہم لوگوں کو کھلی چھوٹ دے دیں گے تو وہ جو مرضی کرتے رہیں گے اور معاملات زیادہ خراب ہو جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! معزز ممبر نے بڑی تفصیل کے ساتھ ساری بات بتا دی۔ اگر ان کے پاس کوئی specific نام یا کوئی ایسی چیز ہے تو اجلاس کے بعد یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں ہم اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بہتر بات ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! اس سوال میں House کی sense یہ ہے کہ ان کے پاس لاہور میں ستائیس ڈیٹا انٹری آپریٹر موجود ہیں۔ اگر ایک ڈیٹا انٹری آپریٹر ایک مہینہ میں پچاس انٹریاں بھی کرتا ہے تو اس طرح کئی ہزار انٹریاں بن جاتی ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ پہلے تو یہ ستائیس بندے ہی بہت زیادہ ہیں دوسرا اگر وہ جعلی اور wrong entry کر کے جعلی گاڑی کی ٹرانسفر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اگر ایک ایک سال سے انکوائری چل رہی ہے تو House کی sense یہ ہے کہ ایسی انکوائریوں پر تین مہینے میں ان کو فارغ کیا جائے اور ان پر پرچے درج کئے جائیں (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں، میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ commit کریں کہ ایسے کرپٹ لوگوں کو نکال کر ہم نئے لوگوں کو بھرتی کریں گے۔ ڈیٹا انٹری آپریٹر کون سا فرشتہ ہے جو پاکستان میں نہیں ملتا۔

جناب سپیکر: اگر according to rules انکوائری کی میعاد ختم ہو گئی ہے تو اس کی ذمہ داری جس آفیسر پر عائد ہوتی ہے اس آفیسر کے خلاف آپ کو کارروائی کرنا پڑے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! بالکل ٹھیک ہے۔ایسا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: سوال نمبر 10641 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: موٹر برانچز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10641: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی موٹر برانچز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان میں تعینات ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ج) کتنے اور کون کون سے ملازمین اس جگہ عرصہ تین سال سے زائد تعینات ہیں؟

(د) ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان میں سے کس کس آپریٹر اور ای ٹی اوز کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی کہاں کہاں چل رہی ہے؟

(و) ان میں سے کس کس ملازم کو پچھلے پانچ سال کے دوران کیا کیا سزائیں کس کس بناء پر دی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) لاہور میں اس وقت دو موٹر وہیکل رجسٹریشن آفس (برانچز) کام کر رہے ہیں:-

I) 2-A فرید کوٹ ہاؤس لاہور

II) 31-AXX بلاک خیابان اقبال ڈی ایچ اے، لاہور

(ب) موٹر برانچ لاہور میں ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

عہدہ	گریڈ	تعداد
ای ٹی او (03 ای ٹی اوز BPS-16 (OPS)	17	04
ڈیٹا انٹری آپریٹر	BPS-11	27

(ج) موٹر برانچ لاہور میں کوئی بھی ای ٹی او تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات نہ ہے جبکہ 13 درج ذیل ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی تعیناتی موٹر برانچ لاہور میں عرصہ تین سال سے زائد ہو گئی ہے:-

نام ڈیٹا انٹری آپریٹر	تاریخ تعیناتی
1-خرم آفتاب	30-12-2006
2-علی رضا	12-04-2007
3-صبا اکرم	21-08-2007
4-محمد عدیل ظہیر	21-08-2007
5-عاطف محمود	21-08-2007
6-قمر الزمان بابر	21-08-2007
7-محمد عرفان اسلم	21-08-2007
8-عبدالجبار	21-08-2007
9-محمد شکیل	21-08-2007
10-محمد فرحان	22-09-2007
11-محمد عثمان مشتاق	17-10-2007
12-محمد ذیشان رفیق	07-05-2008
13-محمد زعیم	01-09-2008

(د) ڈیٹا انٹری آپریٹرز گریڈ 11 کے ملازمین چونکہ کم تنخواہ پانے والے چھوٹے ملازمین ہیں اس لئے ان کو دور دراز کے علاقوں میں ٹرانسفر کرنا مناسب نہ ہے۔البتہ ان کی مجاز اتھارٹی ان کو ایک ڈیسک سے دوسرے ڈیسک (Desk to Desk) مذکورہ دونوں دفاتر کے اندر تبادلہ کرتی رہتی ہے۔

(ہ) اس وقت درج ذیل ڈیٹا انٹری آپریٹرز اور ای ٹی اوز کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں:-

1- انکوائری آرڈر مورخہ 21-02-2011 کے تحت محمد فیصل نعیم ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف misconduct اور corruption کے الزامات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

2- انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت محمد فرحان ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

3- انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت وسیم عباس ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

4- انکوائری آرڈر مورخہ 29-10-2011 کے تحت Inefficiency, Misconduct اور Corruption کے الزامات کی بناء پر درج ذیل ملازمین کے خلاف joint محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

(1) فرخ شیر گوندل، ای ٹی او
(2) محمد ارشد، انسپکٹر
(3) رفاقت علی، انسپکٹر
(4) طارق محمود، ڈیٹا انٹری آپریٹر

5- طارق محمود ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی ڈپلیکیٹ کاپی وتبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

(و) پچھلے پانچ سال کے دوران جن ملازمین کو جو سزائیں دی گئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! ملازمین تو اتنی زیادہ تعداد میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں لیکن محکمہ کی کارکردگی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی جس پر اب ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ اس کے علاوہ جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ موٹر برانچ لاہور میں کوئی بھی ETO تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات نہ ہے۔ میری اطلاع کے مطابق یہاں پر کئی ETOs ایسے ہیں جن کو تعینات ہوئے تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور وہ ابھی تک اسی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس کی detail پتا ہو تو وہ House کو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! میں اپنی معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک ہی سیٹ پر کوئی بھی ETO تعینات نہیں ہے۔ اگر ان کے نوٹس میں کوئی ایسا شخص ہے تو یہ اجلاس کے بعد میرے ساتھ بیٹھ جائیں اگر کوئی ایسا شخص پایا گیا تو ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور۔پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصولی کی تفصیلات

*8231: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع لاہور میں مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو رقم اکٹھی ہوئی اس کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ضلع لاہور کو پراپرٹی ٹیکس کے لئے کتنے زونز میں تقسیم کیا گیا ہے،ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں اوران کے انچارج کا عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال وار ٹارگٹ بتائیں، کیا ٹارگٹ سے کم آمدن ہوئی یا زیادہ؟

(د) ان سالوں کے دوران کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی غلط وصولی پر کارروائی ہوئی،ان کے نام،عہدہ،گریڈ بتائیں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کس شرح سے فی مرلہ وصولی کی گئی،کم از کم کتنے مرلے پر پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع لاہور میں مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو رقم اکٹھی ہوئی درج ذیل ہے:۔

سال 09-2008 اور	10-2009 میں
وصولی مبلغ -/1,124,967,717 روپے	مبلغ -/1,377,318,131 روپے

(ب) ضلع لاہور کو پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے 14 زونز میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے دفاتر کی تفصیل اوران کے انچارج کا عہدہ، گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

دفاتر مع پتا	انچارج کا عہدہ	گریڈ
1-پراپرٹی ٹیکس زون 1 باغبانپور	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
2-پراپرٹی ٹیکس زون 2 باغبانپورہ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
3-پراپرٹی ٹیکس زون 3 فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
4-پراپرٹی ٹیکس زون 4 فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17
5-پراپرٹی ٹیکس زون 10 فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16

6-پراپرٹی ٹیکس زون 11 فرید کوٹ روڈ	اسیسنگ اتھارٹی (اے ای ٹی او)	16
7-پراپرٹی ٹیکس زون 12 فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17
8-زون 5، 20-19 ایم بلاک ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
9-زون 6، 20-19 ایم بلاک ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
10-زون 7، 20-19 ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
11-توسیع علاقہ 1، 20-19 ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
12-توسیع علاقہ 11، 20-19 ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
13-زون 8، 19 نرگس بلاک	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
14-زون 9، 19 نرگس بلاک	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17

(ج) مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کی وصولی کے ٹارگٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	ٹارگٹ	وصولی
2008-09	2,165,290,000 روپے	1,124,967,000 روپے
2009-10	1,627,594,000 روپے	1,377,318,000 روپے

دونوں سالوں میں کم آمدنی ہوئی جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

2008-09	1,040,323,000
2009-10	250,276,000

(د) سال 09-2008 میں کسی ملازم کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے درج ذیل چودہ ملازمین کے خلاف سال 11-2010 میں انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	گریڈ
1	امجد محمود وڑائچ	اے ای ٹی او	16
2	جاوید زمان نیازی	-ایضاً-	16
3	فیصل جاوید	-ایضاً-	16
4	رانا محمد عالم	-ایضاً-	16
5	جاوید خالد	انسپکٹر	14
6	یونس گوندل	-ایضاً-	14
7	برکت علی	-ایضاً-	14
8	محمد ارشد	-ایضاً-	14
9	اسلم پرویز	انسپکٹر (او پی ایس)	07
10	محمد ارشد چہل	اے ای ٹی او	16
11	محمد نعیم	انسپکٹر	14
12	نعیم محی الدین	-ایضاً-	14
13	اختر زمان سندھو	-ایضاً-	14
14	ہمایوں سعید	سینئر کلرک	09

(ہ) پراپرٹی ٹیکس سالانہ تشخیص کی بنیاد پر وصول کیا جاتا ہے۔رہائشی پراپرٹی کی صورت میں کم از کم پانچ مرلہ سے زیادہ اور کمرشل پراپرٹی کی صورت میں مبلغ-/1080روپے سے زائد سالانہ تشخیص ہونے کی صورت میں پراپرٹی ٹیکس لاگو ہوتا ہے۔مزید یہ کہ مبلغ-/20,000روپے سالانہ تشخیص پر پراپرٹی ٹیکس بحساب 20 فیصد اور اس سے زائد سالانہ تشخیص پر25 فیصد کی شرح سے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، موٹر رجسٹریشن برانچ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8251:رانا آصف محمود:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ، موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف جعل سازی سے گاڑیاں رجسٹر کرنے کی شکایات ہیں ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) موٹر رجسٹریشن آفس میں تعینات ملازمین کو سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی رقم بطور تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے ادا کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ کی موٹر رجسٹریشن برانچ میں نو ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	- - - -	ETO	(سیٹ خالی ہے)
2	افتخار احمد	AETO	16
3	محمد اکرم	انسپکٹر	14
4	عبدالستار	انسپکٹر	14
5	غلام مجتبیٰ	ڈی ای او	11
6	محسن رضا	ڈی ای او	11
7	محمد اشرف ڈوگر	موٹر ٹیلیشن کلرک	07
8	محمد شبیر	موٹر ٹیلیشن کلرک	07
9	انور باجوہ	کانسٹیبل	05
10	پرویز	کانسٹیبل	05

(ب) ان میں سے کسی بھی ملازم کے خلاف کسی بھی بناء پر محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) کسی بھی ملازم کے خلاف جعلی کاغذات پر گاڑی رجسٹر کرنے یا جعلسازی سے گاڑی رجسٹر کرنے یا کروانے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(د)

سال	رقم تنخواہ	TA/DA
2009-10	مبلغ-/1,040,793روپے	مبلغ-/3,981روپے
2010-11	مبلغ-/1,293,146روپے	NIL

ضلع سیالکوٹ، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*8252: رانا آصف محمود: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کن کن ملازمین کے خلاف ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں؟

(د) پراپرٹی ٹیکس کے کتنے لوگ نادہندہ ہیں 50 ہزار اور زائد کے نادہندگان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(ہ) سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران اس ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن سال وار ہوئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کل 24 ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
-1	1-رانا انتخاب حسین	ETO	17
-2	2-افتخار احمد کھوٹ	AETO	16
-3	3-محمد آصف	انسپکٹر	14
-4	4-اسد محمود	انسپکٹر	14
-5	5-خضر حیات	انسپکٹر	14
-6	6-خالد سینئر	انسپکٹر	14

-7	7-ثاقب محمود	انسپکٹر	14
-8	8-عبدالقیوم	انسپکٹر	14
-9	9-خالد جونیئر	انسپکٹر	14
-10	10-محمد ریاض	انسپکٹر	14
-11	11-عمران سجاد	جونیئر کلرک	07
-12	12-کرامت شاہ	جونیئر کلرک	07
-13	13-سرفراز	جونیئر کلرک	07
-14	14-محمد انور	کانسٹیبل	05
-15	15-رشید احمد	کانسٹیبل	05
-16	16-محمد اصغر	کانسٹیبل	05
-17	17-محمد دین	کانسٹیبل	05
-18	18-احسان	کانسٹیبل	05
-19	19-نذیر احمد	کانسٹیبل	05
-20	20-منظور حسین	کانسٹیبل	05
-21	21-محمد رشید	کانسٹیبل	05
-22	22-محمد نواز	کانسٹیبل	05
-23	23-بشارت علی	کانسٹیبل	05
-24	24-محمد رزاق	کانسٹیبل	05

(ب) کسی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) ایک شکایت ثاقب محمود بھٹی ایکسائز انسپکٹر ڈسکہ کے خلاف موصول ہوئی ہے جس کی رپورٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر سیالکوٹ سے طلب کر لی گئی ہے۔

(د) پراپرٹی ٹیکس کے 378 لوگ نادہندہ ہیں اور 50 ہزار اور زائد کے 06 نادہندگان کے نام اور پتاجات درج ذیل ہیں:-

نام	پتا	پچاس ہزار سے زائد رقم
1-عبدالرزاق	مین بازار سیالکوٹ	مبلغ-/53,564 روپے
		(پراپرٹی کو حسب قانون seal کر دیا گیا ہے)
2-جی بی Pvt.Ltd	پسرور	مبلغ-/322,454 روپے
		(عدالت نے stay order جاری کر دیا ہے)
3-محمد اقبال	ڈسکہ	مبلغ-/59,229 روپے
4-محمد رفیق	کشمیر روڈ سیالکوٹ	مبلغ-/97,848 روپے
5-محمد سعید	خادم علی روڈ سیالکوٹ	مبلغ-/69,521 روپے
6-ندیم اقبال	ڈسکہ سٹی	مبلغ-/59,229 روپے

(ہ) سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال وار وصولی درج ذیل ہے:-

سال	2009-10	2010-11
آمدن	مبلغ-/78,746,170 روپے	مبلغ-/82,658,793 روپے

ضلع راولپنڈی، موٹر رجسٹریشن کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9193: **محترمہ نرگس فیض ملک**: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں موٹر رجسٹریشن کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال 2009-10 اور 2010-11 کی آمدن اور اخراجات بتائیں، آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان دفاتر میں ان سالوں کے دوران کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی گئی اور ان سے کتنی آمدن کس کس مد میں ہوئی؟

(ہ) موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں موٹر رجسٹریشن کا صرف ایک دفتر 22-اے سول لائنز میں ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی کے دفتر میں تعینات 49 ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع راولپنڈی کے دفتر میں سال 2009-10 اور 2010-11 کی آمدن درج ذیل ہے:-

سال	آمدن
2009-10	مبلغ-/146,224,171 روپے
2010-11	مبلغ-/191,889,079 روپے

ذرائع آمدن

1۔ رجسٹریشن فیس
2۔ ٹرانسفر فیس
3۔ ٹوکن فیس

4۔ پروفیشنل ٹیکس
5۔ نمبر پلیٹ

تفصیل اخراجات

	2009-10	2010-11
1-تنخواہ الاؤنس	6,085,491/-روپے	6,311,400/-روپے
2-پی او ایل	50,000/-روپے	100,000/-روپے
3-مشینری	25,000/-روپے	10,000/-روپے
4-یوٹیلٹی بلز	25,000/-روپے	50,000/-روپے
5-فرنیچر	20,000/-روپے	10,000/-روپے
6-متفرق	80,000/-روپے	230,000/-روپے
ٹوٹل	6,285,491/-روپے	6,711,400/-روپے

(د) ضلع راولپنڈی کے دفتر میں ان سالوں کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن اور آمدن درج ذیل ہے:-

رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد

	2009-10	2010-11
موٹر سائیکل	34,125	42,923
موٹر کار	1,572	2,763
کمرشل و دیگر	1,499	2,182

تفصیل آمدن

مد	2009-10	2010-11
1-رجسٹریشن فیس	48,273,190/-روپے	69,208,352/-روپے
2-ٹرانسفر فیس	40,406,757/-روپے	42,956,897/-روپے
3-ٹوکن ٹیکس	43,093,674/-روپے	54,365,589/-روپے
4-پروفیشنل ٹیکس	602,600/-روپے	3,507,683/-روپے
5-نمبر پلیٹ	13,847,950/-روپے	21,850,550/-روپے
ٹوٹل	146,224,171/-روپے	191,889,079/-روپے

(ہ) ضلع راولپنڈی کی موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات ملازمین کے خلاف PEEDA Act-2006 کے تحت درج ذیل انکوائریاں چل رہی ہیں:-

1- انکوائری آرڈر مورخہ 10-09-2011 (گاڑیوں کی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کی بناء پر)

1- محمد آصف، ای ٹی او راولپنڈی (سابقہ)
2- سرفراز عالم مغل، ای ٹی او راولپنڈی (سابقہ)
3- یوسف نجم، ای ٹی او راولپنڈی (ریٹائرڈ)

4- احمد شہزاد وٹو، انسپکٹر راولپنڈی
5- ملک ناصر، انسپکٹر، راولپنڈی
6- شعیب انیس، انسپکٹر، راولپنڈی
7- احتشام الحق شامی، انسپکٹر، راولپنڈی
8- عامر مقصود بٹ، کلرک، راولپنڈی
9- محمد عریب، کلرک، راولپنڈی
10- احمد رضا چشتی، ڈی ای او، راولپنڈی
11- کاشف زمان، ڈی ای او، راولپنڈی
12- منصور احمد، ڈی ای او، راولپنڈی
13- محمد شاہد، ڈی ای او، راولپنڈی
14- اشتیاق کیانی، ڈی ای او، راولپنڈی

2- انکوائری آرڈر مورخہ 15-09-2011 (گاڑی کی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کی بناء پر)
1- سرفراز عالم مغل ای ٹی او، راولپنڈی (سابقہ)
2- پرویز اختر، اسسٹنٹ ای ٹی او، راولپنڈی
3- احتشام الحق انسپکٹر، راولپنڈی
4- اشتیاق احمد کیانی، ڈی ای اور او، لپنڈی
5- محمد عریب، کلرک، راولپنڈی

3- انکوائری آرڈر مورخہ 12-10-2011 کے تحت گاڑیوں کی نمبر پلیٹس کے سٹاک کو درست نہ رکھنا، نئی رجسٹریشن کی فائلز کو زیر التوا رکھنا، آٹھ گاڑیوں کے معاملات میں خامیاں، سات رجسٹریشن فائلز کی گمشدگی، گاڑی نمبر RIZ-3012 کے ٹرانسفر کیس کے نمٹانے میں کوتاہی، دستیابی leaflets اور زیر التواء نئی رجسٹریشن کیسز کے سلسلے میں غلط بیانی، SOPs پر عملدرآمد نہ کرنا، متعدد بار ہدایات دینے کے باوجود Scanning of Q Matic System Updation of Token Tax, Documents اور FIR No.37 مورخہ 24-11-2010 کا انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ راولپنڈی میں رجسٹر ہونے کی بناء پر سرفراز عالم مغل، ای ٹی او راولپنڈی (سابقہ) کے خلاف انکوائری کی کارروائی چل رہی ہے۔

4- انکوائری آرڈر مورخہ 07-01-2012 کے تحت گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس میں خورد برد کی بناء پر عامر شہزاد کیانی جونیئر کلرک کے خلاف انکوائری کی کارروائی چل رہی ہے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*9194: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ایکسائز کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں ملازمین کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات مد وار بتائیں؟

(د) کتنے دفاتر کرایہ کی عمارت میں قائم ہیں اور کتنے سرکاری عمارت میں چل رہے ہیں؟

(ہ) کرایہ کے دفاتر کا ماہانہ کرایہ اور ان کے مالکان کے نام، پتا جات بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ایکسائز کے چار دفاتر ہیں۔

(ب) ان دفاتر میں ملازمین کی تعداد گریڈ وار درج ذیل ہے:۔

دفتر بمقام	عہدہ آفیسر	گریڈ	تعداد	کل تعداد
راولپنڈی	ڈائریکٹر	18	01	212
	ای ٹی او	17	03	
	سپرنٹنڈنٹ	16	02	
	اے ای ٹی او	16	11	
	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	40	
	ڈیٹا انٹری آپریٹر	12	05	
	سینئر کلرک	09	04	
	جونیئر کلرک	07	65	
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	71	
	ڈرائیور	05	03	
	مالی	02	01	
	چوکیدار	02	03	
	سویپر	02	03	
سب آفس مری	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	02	7
	جونیئر کلرک	07	01	
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	03	
	چوکیدار	02	01	
سب آفس گوجر خان	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	01	4
	جونیئر کلرک	07	01	
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	02	
سب آفس ٹیکسلا	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	01	3
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	02	

(ج) ان دفاتر کے سال10-2009اور11-2010 کے اخراجات کی مدوار تفصیل جھنڈی(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) دو دفاتر ٹیکسلا(سب آفس)اور گوجر خان (سب آفس) کرایہ کی عمارت میں ہیں اور دو دفاتر (راولپنڈی اور مری) سرکاری عمارت میں چل رہے ہیں۔

(ہ) کرایہ کے دفاتر، ٹیکسلا سب آفس اور گوجر خان سب آفس کا ماہانہ کرایہ-/2000روپے فی دفتر ہے۔ان کے مالکان کے نام، پتاجات مندرجہ ذیل ہیں:-

نام سب آفس	نام مالک	پتا
ٹیکسلا	ملک غلام سرور ولد گل دین	جائیداد نمبری1-R-102ٹیکسلا موضع کولیاں ٹیکسلا راولپنڈی
گوجر خان	مرزا مظہر حسین ولد باغ علی	369/18 B IIIتحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

ضلع سرگودھا۔پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*9488: سردار کامل گجر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال10-2009اور11-2010 کے دوران ضلع سرگودھا میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا کتنا ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر کتنے اخراجات آئے؟

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال10-2009اور11-2010 کے دوران ضلع سرگودھا میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا جو ٹارگٹ مقرر کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	ٹارگٹ
2009-10	مبلغ-/87,590,000روپے
2010-11	مبلغ-/56,639,067روپے

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار جو پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا وہ درج ذیل ہے:-

2009-10	مبلغ-/54,865,077روپے
2010-11	مبلغ-/58,344,538روپے

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر جو اخراجات آئے وہ درج ذیل ہیں:-

سال	اخراجات
2009-10	مبلغ-/6,944,663روپے
2010-11	مبلغ-/8,880,602روپے

سال2010-11 کے اخراجات میں اضافہ صرف اور صرف حکومت کی طرف سے تمام ملازمین کی تنخواہوں میں50فیصد اضافے کی وجہ سے ہوا ہے۔

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل لسٹ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا۔رجسٹریشن کی مد میں آمدن ودیگر تفصیلات

*9489: سردار کامل گجر: کیا وزیر آبکاری ومحصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سال10۔2009اور11۔2010کے دوران رجسٹریشن کی مد میں کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران مذکورہ ضلع میں کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران کتنی گاڑیاں جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے پکڑی گئیں؟

(د) مذکورہ ضلع میں مذکورہ بالا عرصے میں کتنے ملازمین کے خلاف کارروائی کس کس بناء پر ہوئی؟

وزیر آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع سرگودھا میں سال2009-10اور2010-11 کے دوران رجسٹریشن کی مد میں درج ذیل آمدن ہوئی:-

سال	آمدن
2009-10	-/27,390,599روپے
2010-11	-/30,830,523روپے

(ب) ان سالوں کے دوران ضلع میں درج ذیل گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں:-

رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد

	سال2009-10	سال2010-11
موٹر سائیکل	27,636	33,695
کار/جیپ	153	163

ٹرک/پک اپ	37	24
بس	12	9
ٹریکٹر	912	1199
رکشہ	229	605
کل تعداد	28,979	35,695

(ج) ان دو سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں کوئی گاڑی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے نہیں پکڑی گئی۔

(د) ضلع سرگودھا میں سال10-2009اور11-2010 کے دوران جتنے ملازمین کے خلاف کارروائی جس جس بناء پر ہوئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال10-2009کے دوران

نام	کس بناء پر کارروائی ہوئی	فیصلہ/سزا
حاجی محمد عارف انسپکٹر	غیر حاضری/آڈٹ رقم وصول	Censure
وقار سلیم پٹواری	غیر حاضری	ایک سالانہ ترقی بند ہوئی
وقار سلیم پٹواری	جعلی سند میٹرک	نوکری سے برخاستگی
عنصر اقبال ڈرائیور	غیر حاضری	ایک سالانہ ترقی بند ہوئی

سال11-2010کے دوران

خاور منیر ڈار انسپکٹر(OPS)	دوران روڈ چیکنگ گاڑی بند پر شکایت	Censure
انجم رشید واسطی انسپکٹر	دوران روڈ چیکنگ گاڑی بند پر شکایت	Censure
خالد محمود انسپکٹر	غیر حاضری	Censure
محمد خان کلرک	چٹھی بروقت پیش نہ کی	Censure
ملک محمد جاوید کلرک	تفریحی ٹیکس بروقت پیش نہ کیا	Censure
محمد اشرف ڈرائیور	غیر حاضری	دو سالانہ ترقی بند ہوئی
محمد اشرف ڈرائیور	LTVڈرائیونگ لائسنس پیش نہ کیا۔	نوکری سے برخاستگی
عنصر اقبال ڈرائیور	جعلیLTVڈرائیونگ لائسنس پیش کیا۔	نوکری سے برخاستگی

ضلع سرگودھا۔ہوٹلوں سے ٹیکس وصولی کی تفصیلات

*9634: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ہذا کن ہوٹلوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے؟

(ب) محکمہ ان سے کس شرح سے ٹیکس وصول کرتا ہے؟

(ج) ان ہوٹلوں سے ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) کن کن ہوٹلوں سے ٹیکس کی وصولی کرنا باقی ہے، ان کے نام اور ٹیکس کی رقم کی تفصیل بتائیں نیز یہ ٹیکس کب تک وصول کر لیا جائے گا؟

(ہ) ان ہوٹلوں سے سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنا ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن درج ذیل 18 ہوٹلوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے:-

سیریل نمبر	نام ہوٹل	ایڈریس
1	سولو ہوٹل	ریلوے روڈ سرگودھا
2	کیوز ہوٹل	یونیورسٹی روڈ سرگودھا
3	الحیات ہوٹل	کچہری روڈ سرگودھا
4	سرگودھا ہوٹل	یونیورسٹی روڈ سرگودھا
5	مالبروز ہوٹل	کچہری روڈ سرگودھا
6	کلمار ہوٹل	مسلم بازار سرگودھا
7	کنگز ہوٹل	سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
8	پاک کانٹیننٹل ہوٹل	کلب روڈ سرگودھا
9	ابراہیم ہوٹل	یونیورسٹی روڈ سرگودھا
10	آج ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
11	ایگزیکٹو گیسٹ ہاؤس	لنک کلب روڈ سرگودھا
12	مغل ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
13	اعوان ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
14	رائل لاجز	A/66 سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا
15	گیسٹ اینڈ لسٹ ہوٹل	لنک کلب روڈ سرگودھا
16	رائل ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
17	ملک ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
18	حاجی ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا

(ب) محکمہ ہذا ان ہوٹلوں سے یومیہ کرایہ کا 8 فیصد کی شرح سے ہوٹل ٹیکس وصول کرتا ہے۔

(ج) ان ہوٹلوں سے ٹیکس کی وصولی کے لئے چار اہلکاران کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں:-

سیریل نمبر	نام	عہدہ	گریڈ
1	شیخ انیس حیدر	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17
2	محمد اقبال فاروق بٹ	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
3	شاہد اسلام	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
4	رانا نثار ستار	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	05

(د) کسی بھی ہوٹل سے ٹیکس کی وصولی کرنا باقی نہ ہے۔

(ہ) ان ہوٹلوں سے سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران درج ذیل ٹیکس وصول کیا گیا۔

2009-10	2010-11
مبلغ-/607,436 روپے	مبلغ-/649,750 روپے

ضلع بہاولنگر: ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*10281: چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں سال 2009-10 اور 2010-11 میں محکمہ ہذا کو کتنا ٹیکس کس کس مد میں وصول ہوا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) محکمہ ایکسائز بہاولنگر نے مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی مالیت کی منشیات پکڑی اور کتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع بہاولنگر میں سال 2009-10 اور 2010-11 میں محکمہ ہذا کو جتنا ٹیکس جس جس مد میں وصول ہوا اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	2009-10	2010-11
پراپرٹی ٹیکس	-/15,238,676 روپے	-/16,592,339 روپے
موٹر ٹیکس	-/118,791,726 روپے	-/91,765,157 روپے
پروفیشنل ٹیکس	-/3,979,493 روپے	-/4,532,966 روپے
انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی	-/364,561 روپے	-/285,790 روپے
ایکسائز ڈیوٹی	-/613,810 روپے	-/822,795 روپے
ہوٹل ٹیکس	-/118,295 روپے	-/135,796 روپے
کاٹن فیس	-/44,979,172 روپے	-/42,803,419 روپے
کل میزان	-/184,085,733 روپے	-/156,938,262 روپے

(ب) محکمہ ایکسائز بہاولنگر نے سال10-2009 کے دوران جتنی منشیات پکڑی اور جتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے، تفصیل درج ذیل ہے:۔

FIRنمبر	نام ملزم	مقدار منشیات	مالیت
1- 495/09	گلزار امین ولد اسرار احمد	60گرام چرس	7200
2- 500/09	آصف امین ولد محمد امین	80گرام چرس	9600
3- 503/09	عبدالشکور ولد محمد صدیق	50گرام چرس	6000
4- 48/10	محمد سراج عرف کالا ولد فتح محمد	60گرام چرس	7200
5- 118/10	عمران ولد خان محمد	160گرام چرس	19200
6- 735/10	محمد عباس ولد غلام محمد	35گرام چرس	4200
7- 293/10	اشرف عرف بگا ولد کریم بخش	05لیٹر شراب	1250

سال11-2010 کے دوران جتنی منشیات پکڑی اور جتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے، تفصیل درج ذیل ہے:۔

FIRنمبر	نام ملزم	مقدار منشیات	مالیت
1- 270/10	محمد سلیم ولد محمد شریف	115گرام چرس	13800
2- 322/10	عمران مسیح ولد یونس مسیح	04لیٹر شراب دیسی	1000
3- 499/10	عبدالحفیظ ولد عبدالعزیز	150گرام چرس	18000
4- 38/10	عبدالجبار عرف بارہ ولد مختار احمد	11لیٹر شراب دیسی	2750
5- 511/10	محمد اعظم ولد محمد ایوب فوجی	30گرام چرس	3600
6- 29/11	محمد اسلم فلک شیر	50گرام افیون	5000
7- 41/11	محمد اکرم ولد باقر علی/مرسلین ولد محمد سرور	10لیٹر شراب دیسی	1250
8- 50/11	بشیر احمد ولد فضل احمد	2600گرام چرس	312000
9- 51/11	بشیر احمد ولد فضل دین	03بوتل شراب دیسی	750
10- 09/11	محمد احمد ولد محمد اسماعیل	05لیٹر شراب دیسی	1250
11- 73/11	امیر علی ولد فتح محمد	06لیٹر شراب دیسی	1500

بہاولنگر: محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*10304: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولنگر میں محکمہ کے کتنے دفاتر ہیں، ان میں گریڈ ایک تا17 کے کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی خالی ہیں ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) ان دفاتر میں گریڈ16تا19 کے کتنے ملازمین ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں، ان کے ناموں و محکمہ جات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) سال10-2009 میں محکمہ کو بہاولنگر میں کتنی آمدنی ہوئی، آمدن کا ٹارگٹ کیا تھا اور اگر ٹارگٹ سے کم آمدنی ہوئی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ کے چار دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس، بہاولنگر
2- سب آفس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، تحصیل چشتیاں
3- سب آفس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، تحصیل ہارون آباد
4- سب آفس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، تحصیل فورٹ عباس

اور ان میں گریڈ1 تا17 کے 50 ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 55 ہے ان میں سے پانچ اسامیاں خالی ہیں اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- انسپکٹر (2)
2- سٹینوگرافر (1)
3- ہیڈ کلرک (1)
4- جونیئر کلرک (1)

انسپکٹر کی اسامیوں کی بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو سفارش کر دی گئی ہے۔

سٹینوگرافر اور جونیئر کلرک ڈائریکٹ بھرتی کی اسامیاں ہیں اور بھرتی پر پابندی ہے۔آرڈر ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔پابندی ختم ہونے پر یہ اسامیاں پُر کر لی جائیں گی۔

ہیڈ کلرک کی اسامی پروموشن کوٹا کی ہے جو کہ سینئر کلرک میں سے پُر ہونی ہے جب بھی کوئی امیدوار اس پوسٹ کے اہل ہوا تو حسب ضابطہ پرموٹ کر دیا جائے گا۔

(ج) اس دفتر میں گریڈ16تا19 کا کوئی بھی ملازم deputation پر کام نہ کر رہا ہے۔

(د) سال 2009-10 میں محکمہ کو بہاولنگر میں جتنی آمدنی ہوئی، محکمہ کی آمدن اور ٹارگٹ کی تفصیل درج ذیل ہے-جو کہ دیئے گئے ٹارگٹ سے 1.27 فیصد زیادہ ریکوری کی گئی-

	ٹارگٹ	آمدن
2009-10	-/182,243,417 روپے	-/184,560,106 روپے

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ ریحانہ حدیث

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست محترمہ ریحانہ حدیث ایم پی اے، ڈبلیو۔327 کی طرف سے ہے۔

"گزارش ہے کہ میں 19۔جنوری تا 11۔فروری 2012 تک ملک سے باہر ہوں جس کی وجہ سے میں پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتی۔ براہ کرم مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا ایم پی اے، پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"I may please be granted one day leave i.e. Thursday 19th January 2012. I shall not be able to attend the Session."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) ایم پی اے، پی پی۔228 کی طرف سے ہے:

"میں20۔جنوری کے اجلاس میں بوجہ اشد ضروری فیملی مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا براہ مہربانی 20۔جنوری 2012 کے لئے میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں عطا محمد خان مانیکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عطا محمد خان مانیکا، ایم پی اے، پی پی۔227 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں 19 اور 20۔جنوری 2012 کے اجلاس میں بوجہ خانگی مصروفیات شریک نہیں ہو سکا لہذا ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں ضروری سیاسی معاملات کی وجہ سے مورخہ 19اور 20۔جنوری2012 کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ براہ مہربانی میری ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد ارشد

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست چودھری محمد ارشد ایم پی اے،پی پی۔225 کی طرف سے ہے-انہوں نے تحریر کیاہے کہ:-

"Sir, I want to go to Germany in respect of an urgent work. Therefore, it is requested leave may kindly be granted for 13 days i. e 18th to 30 January 2012."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ عارفہ خالد پرویز

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے،ڈبلیو۔305 کی طرف سے ہے

"I am going out of country to see my children for twenty days please allow me."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے،پی پی۔66 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیاہے کہ:

"Sir, due to a pressing commitment I could not attend the Assembly Session on 25th January 2012. I may kindly be granted leave for that day."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر اسد اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے، پی پی۔138 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, it is stated that I am going abroad for treatment of one of my relatives as a company doctor and I can not attend the Session from 19th to 28th January 2012. Kindly grant me leave for the said period."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری طارق محمود باجوہ

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری طارق محمود باجوہ، ایم پی اے، پی پی۔170 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے یکم فروری 2012 کو سعودی عرب جارہا ہوں بقیہ اجلاس کے دنوں میں شرکت نہیں کر سکتا اس لئے مجھے یکم تا 11۔ فروری 2012 تک کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب طاہر نوید

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب طاہر نوید ایم پی اے، این ایم۔369 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I humbly beg to say that I have to go aboard and connection with a personal matter. Therefore, I will not be able to attend the Assembly Session. It is requested that ten days ex- Pakistan leave may please be granted with effect from 1st to 10th February 2012."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے،ڈبلیو۔333 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں ضروری کام کی وجہ سے 3۔فروری 2012 کو اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں از راہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا تنویر احمد ناصر

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست رانا تنویر احمد ناصر،ایم پی اے،پی پی۔168 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I have to attend the marriage ceremony of my real nephew at Chicha Watni on 3rd February 2012. So due to this reason, I can not attend the Assembly Session. Kindly allow me one day's leave."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی،ایم پی اے،پی پی۔73 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیاہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں سعودی عرب عمرہ کی ادائیگی کے لئے جا رہا ہوں ماہ ربیع الاول میں انشاء اللہ حرمین شریفین میں حاضری ہو گی۔ مورخہ 5تا16۔فروری2012کے دوران اگر اجلاس میں میرا کوئی بزنس پیش ہو تو اسے موخر کر دیا جائے اور مذکورہ دنوں کے لئے میری رخصت بھی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ روبینہ شاہین وٹو

سیکرٹری اسمبلی:آخری درخواست محترمہ روبینہ شاہین وٹو ایم پی اے،پی پی۔188 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیاہے۔

"Sir, with due regard it is submitted that due to my domestic engagements. I could not attend the previous Session from 12th December 2011 to 9th January 2012 and 19th January 2012 to 6th February 2012. Kindly grant me leave for the said period and oblige."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔محمد اشرف سوہنا صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں پہلے بھی کھڑا ہوا تھا لیکن آپ نے کہا کہ درخواستوں کے بعد۔

جناب سپیکر: آپ کی درخواست بھی آئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب! بہت مہربانی۔ابھی بھی اگر اجازت دے دیں تو دو منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، relevant پوائنٹ آف آرڈر ہو this I tell you اور irrelevant ہو گا تو میں بالکل نہیں سنوں گا بلکہ وہ ریکارڈ کا حصہ بھی نہیں بننے دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! 24۔جنوری کو محکمہ صحت کے متعلق سوالات تھے اور سوال نمبر 4890 پر محکمے نے جواب دیا تھا کہ ایڈمن افسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پُر کرنے کے لئے DPC کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے۔محکمے کی طرف سے House کے اندر یہ ایک commitment دی گئی تھی اور آج 28۔فروری ہو گئی ہے لیکن ابھی تک اس commitment کو پورا نہیں کیا گیا۔پھر اسی میں انہوں نے کہا کہ تمام اداروں کی خالی اسامیوں کے لئے Departmental Promotion Committee منعقد کرنے کے لئے خط لکھ دیا گیا ہے لیکن 28۔فروری تک DPC ہی نہیں ہوئی تو محکمے سے پوچھنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ House میں commitment دے کر اسے پورا کیوں نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر صاحب!۔۔۔چلیں پھر کسی دن پوچھتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! لاء اینڈ پارلیمانی امور کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں آپ ان کے سپرد کر دیجئے اور یہ کل جواب دیں۔کیا آپ ان کے سپرد کرنا پسند کریں گے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سعید الہیٰ صاحب کو کہیں کہ وہ کل ضرور House میں آئیں اور ان کا جواب آنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آپ کا message convey کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو پابند کریں پھر بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل تک جواب دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ یہاں بیٹھے تھے اور دونوں سوالات آپ کے تھے اس وقت آپ کہاں گئے تھے؟

پنجاب حکومت کی ریٹائرڈ ملازمین پر بلا استحقاق نوازشات کی بھرمار

(---جاری)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سینیٹ کے الیکشن میں تھوڑا busy تھے ہائیکورٹ میں ایک رٹ پٹیشن لگی ہوئی تھی اس سلسلے میں وہاں گئے ہوئے تھے اور ابھی بھی وہاں سے واپس آئے ہیں۔اب گزارش یہ ہے کہ جو گاڑیاں misuse ہو رہی ہیں میں نے باقاعدہ ان گاڑیوں کے نمبر دیئے تھے جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ کل تک اس کی رپورٹ پیش کی جائے لہذا استدعا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب رپورٹ پیش کریں۔

جناب سپیکر: پتا کرتے ہیں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتائیں کہ اس میں کیا progress ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے ACS کو باقاعدہ فیکس کیا اور ایڈیشنل سیکرٹری ویلفیئر سے بات بھی کی ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو serious allegation آیا ہے حکومت کی گاڑیاں ان آفیسرز کے استعمال میں ہیں، rules کے مطابق یہی ہے کہ بذریعہ ACS ان کی verification کرنے کے بعد آج یا کل تک ان کا جواب آ جائے گا۔بسراء صاحب میرے بھائی ہیں لیکن یہ تو کوئی نہیں کہ کوئی چیز myth لی ہے کہ

ابھی فوری طور پر۔۔۔procedure کے مطابق ACS through جواب آتا ہے اور ACS اسے verify کر کے بھجیں گے۔

جناب سپیکر: اجلاس ختم ہونے کے بعد آپ اور محترم بسراء صاحب بھی میرے پاس تشریف لائیں گے، ہم اس میں آپ کی progress بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ نے کیا progress کی ہے پھر اسے House میں لائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے جو فیکس کیا ہے اس کی رسید بھی رکھی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر یہ بات مان لی جائے کہ ہم نے ACS صاحب کو لسٹ فراہم کر دی ہے اور وہ ہمیں بتائیں گے لیکن میرا پوائنٹ اور ہے۔ اگر یہ رپورٹ آ بھی جاتی ہے کہ یہ گاڑیاں ان کے استعمال میں نہیں ہیں۔ میں نے آپ کو گاڑیوں کے نمبر اور ماڈل دیئے ہیں۔ میری گزارش سن لیں پھر اس کے بعد آپ جو حکم کریں میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: کچھ باتیں ایسی ہیں کہ اگر آپ وہ بات یہاں شروع کریں گے تو اس میں کوئی رکاوٹ آ جائے گی اس لئے ہم اسے نہیں دیکھنا چاہتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کر دیتا ہوں کہ یہ کسی کے باپ کا مال ہے نہ ہی وہ آئی جی کے باپ کا مال ہے کہ وہ پٹرول، ڈیزل اور گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کی property ہے۔

جناب سپیکر: کل یہ ساری بات ہو گئی تھی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میری عرض تو سن لیں۔ یہ public property ہے۔

جناب سپیکر: میں بھی اس public property میں حصے دار ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کی جانب سے ایک allegation آیا ہے، یہ کوئی proved بات نہیں ہے۔ یہ بھی وکیل ہیں اور میں بھی وکیل ہوں اس لئے ان کو پتا ہے۔

جناب سپیکر: let me proceed further میری بات سنیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):اگر ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی طرف سے یہ رپورٹ آجاتی ہے کہ یہ گاڑیاں ان کے استعمال میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ہم اندھے نہیں ہیں۔کیا یہ بات دیکھ کر ہم چپ کر جائیں گے ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ بات بھی add کر لیں کہ خواجہ شریف صاحب جو ریٹائر ہوئے ہیں ان کے بارے میں بھی بتایا جائے ۔یہ بھی بتایا جائے کہ کن کن سرکاری افسران کے پاس ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری رہائشیں موجود ہیں، کیا ان کی entitlement ہے یا یہ بھی نوازشات ہیں؟

جناب سپیکر: ساری رپورٹ آئے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اگر اس کی رپورٹ آ بھی گئی تو پھر بھی ہم نے انکوائری کرانی ہے اور انکوائری کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی بات کا پتا ہے۔پلیز آپ بیٹھ جائیں اور اس بات کو چھوڑ دیں کیونکہ ایسی باتیں فائدہ مند نہیں ہیں۔میں سمجھتا ہوں اور آپ اس بات پر خاموشی اختیار کریں، آپ بیٹھ جائیں ہم پوری طرح اس کی تحقیق کریں گے اور کوئی بات چھپی نہیں رہنے دیں گے Don't worry about that

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ commitment دیں کہ کل تک رپورٹ دیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں۔کل یا پرسوں کی بات نہ کریں۔میں نے آپ سے جو بات کی ہے کیا وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتی ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے سب کے فائدے کی بات کی ہے۔اس پر ساری بات ہو جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ بھی بیٹھ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب! صرف ایک منٹ دے دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: نہیں، آپ پھر بات کو پتا نہیں کدھر لے کر جاتے ہیں اس لئے آپ بیٹھ جائیں۔جب میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ دونوں حضرات میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیں گے تو اسی پر عمل کریں۔محمد اشرف خان سوہنا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر7 کوtake up کرتے ہیں۔سوہنا صاحب!آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ایکسیئن پی ڈبلیوڈی کی معزز ممبر سے غلط بیانی

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ سال محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر، ایم پی اے نے مبلغ تیس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک پارک کی تعمیر کے لئے پی۔ڈبلیو۔ڈی کو وزیر اعظم پاکستان کے دفتر سے funds جاری کروائے اور مذکورہ پارک کی تعمیر کے لئے مجھے نگرانی کرنے کو کہا گیا۔پی ڈبلیوڈی آفس ساہیوال نے گزشتہ مالی سال کے آخری مہینے میں ٹھیکیدار کو ساڑھے سترہ لاکھ روپے کی مٹی بھرائی کی ادائیگی کر دی جبکہ بقایا تیرہ لاکھ روپےlapse ہو گئے جو کہ ابھی تک جاری نہ ہوئے۔

جناب سپیکر!میں مسلسل ایکسیئن، پی ڈبلیوڈی سے کام مکمل کرنے کے لئے رابطہ کرتا رہا مجھے ایکسیئن جاوید نے فون پر بتایا کہ ٹھیکیدار کو جتنی ادائیگی ہوئی ہے اس نے ادائیگی کے مطابق کام کر دیا ہے جبکہ موقع پر موجود گڑھے میں کچھ ہی مٹی بھرائی کا کام کیا گیا تھا۔ایکسیئن کی اس غلط بیانی پر مجھے شک ہوا تو میں نے اس سے کام کا تخمینہ مہیا کرنے کے لئے کہا تو معلوم ہوا کہ تخمینے میں مٹی بھرائی کا کام صرف دس لاکھ روپے کا ہے جبکہ ٹھیکیدار کو ساڑھے سترہ لاکھ روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔میں نے ڈائریکٹر جنرل پی ڈبلیوڈی اور وفاقی سیکرٹری ہاؤسنگ سے ملاقات کر کے اس فراڈ کی نشاندہی کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔میں نے تحریری طور پر بھی ڈائریکٹر جنرل، پی ڈبلیوڈی اسلام آباد کو آگاہ کیا جس کا آج تک جواب نہیں ملا۔جون سے دسمبر تک پی ڈبلیوڈی کے تمام متعلقہ حکام سے رابطہ کرتا رہا ہوں کوئی نتیجہ نہ نکلنے کے بعد میں نے دوبارہ ایکسیئن، پی ڈبلیوڈی ساہیوال سے رابطہ کیا تو اس نے کہا کہ بارہ فیصد کمیشن وفاقی وزیر کے رشتہ دار لے رہے ہیں، اٹھارہ فیصد کمیشن محکمہ کے افسران کی جیب میں جا رہی ہے جبکہ بہت سے ممبران اسمبلی بھی کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ٹھیکیدار کمیشن کی اس ادائیگی کے بعد وصول شدہ رقم کے

عوض کام کرنے کے لئے تیار نہ ہے۔ایکسیئن، پی ڈبلیو ڈی ساہیوال جاوید تقریباً چھ ماہ مجھ سے غلط بیانی کرتا رہا ہے۔اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جائے کیونکہ یہ fresh ہے اور اس میں کافی serious allegations لگائے گئے ہیں جن کا جواب آنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، اس تحریک استحقاق کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں نے حقائق اور ریکارڈ کے مطابق ساری تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔اس محکمہ کے جو کارہائے نمایاں ہیں وہ اس وقت پاکستان کے ہر ایک شخص کو معلوم ہیں۔اس پراجیکٹ کے چیف انجینئر ملتان میں دس لاکھ روپے کی رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہیں۔یہ ایک بہت بڑا فراڈ کیا گیا ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔محکمہ کے لوگ میرے ساتھ جھوٹ بولتے اور غلط بیانی کرتے رہے ہیں۔اگر مجھے شروع میں حقائق بتا دیتے تو اب تک اس کا نتیجہ نکل آتا اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اشرف خان سوہنا صاحب! ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ نکالیں گے لیکن اسے ابھی استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔None should be condemned unheard. ہم پہلے اس تحریک کا جواب لیں گے، منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے اور اس کے بعد انشاء اللہ اچھا عمل ہوگا۔اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چولستان کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر سابق ایم پی اے اور با اثر افراد کا ناجائز قبضہ

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں اس ایوان میں ایک لازوال corruption کی کہانی بیان کرنا چاہتا ہوں جو کہ میرے حلقے اور بہاولپور ڈویژن میں وقوع پذیر ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ اور اس ایوان کو یاد ہوگا کہ جس وقت یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی، جب ہم سب اس اسمبلی میں آئے اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو elect کیا، میں اور یہاں پر بیٹھے ہوئے دوسرے معزز ممبران ان کے voters ہیں تو اس وقت چولستان کے حوالے سے ایک بات کی گئی تھی کہ وہاں پچھلے دس سالوں سے، 2008 سے پہلے دس سالوں میں وہاں پر قبضہ مافیا نے بہت زیادہ علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ لوگ اپنے قبضے کو بڑھاتے ہوئے حکومت پنجاب کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں جس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی مہربانی، شفقت کی اور stern action لیتے ہوئے ان تمام قبضہ گروپوں کو ختم کرنے کے لئے حکم نامہ جاری کیا۔ اس حکم نامہ پر عملدرآمد بھی ہوا۔ اس کے بعد تین سال تک کسی نے کوئی ناجائز قبضہ نہیں کیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں یہ ایک درخواست ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے دفتر میں دی گئی۔ جس پر وزیر اعلیٰ کے دفتر سے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو کہا گیا کہ آپ اس معاملے کی investigation کر کے بتائیں کہ اس وقت کون کون سے قبضہ گروپس چولستان میں قبضہ کرنے میں involved ہیں۔ اس پر چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو کہ حکومت پنجاب کا ادارہ ہے، نے ایک report generate کی جس میں لکھا گیا ہے کہ چھ بہت بڑے گروپس چولستان میں قبضہ کر رہے ہیں جن میں ایک سابق ایم پی اے بھی شامل ہے۔ اس ادارے نے باقاعدہ ان کا نام دے کر report بھجوائی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وزیر اعلیٰ کے دفتر کو یہ بتایا کہ ہم نے ان قبضہ گروپوں کی بے دخلی کے احکامات جاری کئے ہوئے ہیں لیکن وہ بہت طاقتور لوگ ہیں اور ہم ان کو بے دخل نہیں کر سکتے۔ اس وقت میرے پاس یہ دو by name بے دخلی کے orders موجود ہیں جو کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے جاری کئے ہیں اور ان کی نقول وزیر اعلیٰ کے دفتر کو بھی بھجوائی گئی ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے دفتر کی طرف سے اس درخواست پر ابھی تک کوئی action نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے میں کچھ اخبارات اپنے ساتھ لایا ہوں۔

(معزز ممبر نے اخبارات لہرا کر دکھائے)

ان اخبارات میں لکھا ہے کہ چولستان کی سینکڑوں مربع اراضی پر مافیا نے قبضہ کر لیا۔ پچھلے الیکشن میں وہاں پر مسلم لیگ (ن) کے جو ٹکٹ ہولڈر تھے یہ ان کی پریس کانفرنس کی خبریں چھپی ہوئی ہیں جس میں انہوں نے خود اس چیز کا حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان قبضہ مافیا گروپوں کو روکا جائے اور یہ ناجائز قبضے ختم کرائے جائیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان اور وزیراعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرے دل میں وزیراعلیٰ کا بہت احترام اور تقدس ہے کیونکہ میں ان کا voter ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ آج ان کے احکامات کی دھجیاں ان کے اپنے صوبے میں بکھیری جا رہی ہیں۔ صرف اس لئے کہ اس سابق ایم پی اے نے مسلم لیگ (ن) کو join کر لیا ہے۔ کیا اس طرح سے مسلم لیگ (ن) کو join کرنے والوں کو رشوت دی جا رہی ہے یا چشم پوشی کر کے ان کو طاقتور بنایا جا رہا ہے تاکہ وہ پنجاب کے عوام کا خون چُوس سکیں؟ وزیراعلیٰ نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر برملا یہ اظہار کیا تھا کہ میں قبضہ گروپوں کو پنپنے نہیں دوں گا اور انہوں نے تین سال تک ایسا ہی کیا۔ کیا تین سال گزرنے کے بعد اب پنجاب میں پالیسی تبدیل ہو گئی ہے اور کیا وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے اس بیان سے انحراف کر لیا ہے؟ اس وقت مسلم لیگ (ن) کے پاس یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے کہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے زمینوں پر قبضہ کرنے کی اجازت دی جائے؟ یہ تو پنجاب کے غریب عوام کا استحصال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ کی بات سنی جا چکی ہے۔ اب آپ یہ سارے کاغذات پارلیمانی سیکرٹری قانون کو پہنچا دیں۔ وہ اس بارے میں رپورٹ منگوا لیں گے اور پھر ہم اس پر اپنے طور پر بات کریں گے۔ آپ یہ کاغذات ان کو دے دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور مجھے ان پر اعتماد بھی ہے کیونکہ یہ بہت کام کرنے والے لوگ ہیں لیکن میں گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس کہاں گیا؟ اسی ایوان میں کھڑے ہو کر وزیراعلیٰ نے اس کے خلاف حکم دیا تھا اور اب اس ایوان کا تقدس مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: وزیراعلیٰ صاحب کبھی بھی غلط کام نہیں کرتے۔ آپ اس بارے میں فکر مند نہ ہوں اگر ان کے علم میں یہ بات آئے گی تو وہ اس کا ضرور نوٹس لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ پہلے بھی ڈینگی کی وجہ سے بہت لوگ لقمہ اجل بنے ہیں، ابھی بھی میڈیا میں یہ رپورٹ ہو چکا ہے کہ اب تک ڈینگی کے 72 کیس منظر عام پر آ چکے ہیں۔ اس وقت مجھے یہ لگتا ہے کہ [*******]

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو سامنے وزراء نظر نہیں آتے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! [*******]

جناب سپیکر: یہ حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں کیونکہ آپ فضول بات کرتی ہیں۔ مجھے ایسی بات پسند نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جی، اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ محترمہ! آپ کو اب بیٹھنا پڑے گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، شیخ صاحب!

تھانہ شادمان کے قریب جیل روڈ لاہور پر ماں بیٹی کا قتل

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کل جیل روڈ پر دو خواتین کو قتل کر دیا گیا اُن میں ایک والدہ تھی اور اُس کی ایک جوان بیٹی تھی۔ آپ کو یہ سُن کر افسوس ہوگا بلکہ آپ کو بھی پتا چل گیا ہوگا کہ یہ واقعہ تھانہ سے صرف چند قدم کے فاصلہ پر ہوا اور پولیس دیکھتی رہی اور یقین کریں کہ پولیس نے یہ کہا کہ یہ ہمارے ایریا میں نہیں آتا۔ وہ دونوں ماں بیٹی ہسپتال سے نکل کر آ رہی تھیں وہ ایک بیمار عورت تھی جس کو ایک شخص نے گولی ماری۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس معاملہ پر ایک کمیٹی بنائیں اور اس واقعہ کے بارے میں پوچھا جائے۔ وہاں پر ٹریفک سارجنٹ موجود تھے، شادمان تھانہ چند فٹ کے فاصلہ پر ہے اور اُس وقت پورا جیل روڈ بھرا ہوا تھا۔ لاء اینڈ آرڈر کی یہ حالت ہے، دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ہم عوام کو کیا shelter دے سکتے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے بات پوری نہیں کرنے دی گئی اس لئے میں ایوان سے واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئیں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! آپ جائیں اور محترمہ سیمل کامران کو منا کر ایوان میں واپس لے آئیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور شیخ صاحب نے دل ہلا دینے والی بات کی ہے تو آپ اس کا جواب دیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ سیمل کامران کو منانے کے لئے
ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کے دو طریقے ہیں۔ شیخ صاحب اس واقعہ پر توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں یا پھر آپ کی discretion ہے اگر آپ اس پر کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ واقعہ وزیر قانون کے نوٹس میں لائیں اور کل ایوان میں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس واقعہ کا جواب کل ایوان میں آ جائے گا اور متعلقہ افسر بھی یہاں پر موجود ہو گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ڈینگی چونکہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ میں صرف اُسی پر focus کرتے ہوئے درخواست کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھے صحیح بات بتائیں، کیا آپ ٹی وی نہیں دیکھتیں؟ میں ٹی وی پر دیکھ رہا تھا کہ کل انہوں نے پی سی ہوٹل میں انٹرنیشنل ماہرین بلائے ہوئے تھے۔ وہاں پر خواجہ صاحب نے بتایا کہ ابھی تک ڈینگی کا ایک کیس بھی رپورٹ نہیں ہوا۔ اُدھر ایک بی بی نے مجھے یہ بتایا کہ ڈینگی کے ایک سو ستر کیس رپورٹ ہوئے ہیں۔ Which is wrong. جی، آپ فرمائیں!

صوبہ میں ڈینگی سے ہونے والی ہلاکتیں اور اس پر اٹھائے گئے حکومتی اقدامات کی روزانہ کی بنیاد پر رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بالکل ٹی وی دیکھتی ہوں۔ میں آپ کی بات کو ہی strengthen کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچ اور صحیح کو declare کرے۔ اس

وقت اس ایوان میں میری یہی ڈیمانڈ ہے کہ ڈینگی کی وجہ سے کوئی اموات ہوئی ہیں یا نہیں، death declarationصرف اور صرف حکومت اور اُس کے محکمہ کا حق ہے اور اُس سے تمام ابہام دور ہو جاتے ہیں۔ میڈیا کی وجہ سے پہلے ہی جھوٹی خبریں گردش کرتی ہیں اُس کو کم کرنا ہے لہذا میری استدعا یہ ہے کہ آپ اپنے پارلیمانی سیکرٹری صحت سے کہیں کہ وہ اس فورم سے حکومت کا point of viewدیں تاکہ ہم اُس کی logical reasonپر جائیں۔آپ یاد رکھیں کہ ڈینگی جس بھی ملک میں گیا ہے وہ وہاں سے نکلا نہیں۔ یہ short term strategy, yearly strategy, five-yearly strategy کے تحت یہ موذی مرض ہمارے ہاں آپہنچا ہے اور یہ مچھر مختلف طریقوں سے آرہا ہے اور اس کا سیزن بھی آرہا ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب حکومت اپنی ذمہ داری ادا کرے، نہ کہ ہم یہ کہیں کہ فلاں این جی او کر رہی ہے اور فلاں میڈیا اس پر خبریں دے رہا ہے۔ میری مؤدبانہ استدعا ہے کہ ہماری ہی ذمہ داری ہے، ہم اپوزیشن میں ہوتے ہوئے آپ کو strengthenکرنے کے لئے یہ بات کہہ رہے ہیں، ہاتھ بڑھا رہے ہیں تاکہ ہم جا کر دنیا کو یہ بتا سکیں کہ ہمیں اپنے عوام کی صحت prioritizedہے، ہم نے بات کرنی ہے اور جو بات ہم نے کی وہ حق اور سچ ہے تاکہ یہ قیاس آرائیوں کا ماحول نہ ہو۔ یہ بہت بڑی وبا آرہی ہے اور اس کو handleکرنے کے لئے میں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام ممبران اور اُن کی efforts پیش کرتی ہوں۔ ہمیں قیاس آرائیوں اور این جی اوز کی میٹنگز کی ضرورت نہیں بلکہ حکومت یہ ذمہ داری لے اور وہ declareکرے کہ ڈینگی کی وجہ سے کتنی اموات ہوئی ہیں اور بتائے کہ اس پر کتنا کام ہوا ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر سبھی لوگ پوری طرح محنت کر رہے ہیں اور اس پر پوری قوم کے talentکو ضرور آنا چاہئے جس طرح آپ ڈاکٹر ہیں آپ کو بھی اس میں اپنا پورا حصہ لینا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہمیں اسمبلی میں پارلیمانی سیکرٹری صحت روزانہ کی بنیاد پر ایک رپورٹ بتائیں تاکہ ہم بھی اُسی strategyکو لے کر چلیں کیونکہ جان کی حفاظت کرنا ہمارا آئینی فرض ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! فاضل ڈاکٹر صاحبہ نے ڈینگی کے حوالہ سے جو بات کی ہے تو میں ان کو آج کے دن تک کی efforts بتانا چاہتا ہوں کہ تمام ممبران اور تمام محکمہ جات کو involve کر کے اس کی daily presentationہو رہی ہے اور اس وقت تک ڈینگی کا کوئی کیس رپورٹ نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود

حکومت اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس معاملہ کو جہاد کی طرح لے رہی ہے تاکہ انسانی جانیں ضائع نہ ہوں۔ میں محترمہ کے good gesture کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کار خیر میں یہ بھی ہماری مدد کریں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: یہ پوری قوم کا معاملہ ہے اس میں پوری قوم کو contribute کرنا چاہئے۔ اب ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 2056 ہے۔ جی، سندھو صاحب!

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر نگرانی تعمیر کی گئی دیگر لیبر کالونیوں کی طرح مندرج لیبر کالونیوں کو بھی مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کی تحریک التوائے کار نمبر 2056 کا جواب آ گیا ہے۔ لیبر کالونی کے پلاٹس اور گھروں کی الاٹمنٹ کے لئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے 1976 میں پنجاب پراونس ورکرز پلاٹس الاٹمنٹ ریگولیشن 1976 اور پنجاب پراونس ورکرز ہاؤسنگ الاٹمنٹ ریگولیشن 1976 برائے تتمہ لف ہے جس کے تحت لیبر کالونیز کے پلاٹس، فلیٹس اور گھر صنعتی مزدوروں کو مالکانہ حقوق پر الاٹ کئے گئے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے اپنی 51ویں میٹنگ منعقدہ 4۔جون 2002 میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ہاؤسنگ سکیم پالیسی 2002 منظور کی جس کے تحت لیبر کالونیز کے پلاٹس مالکانہ حقوق پر دیئے جانے قرار پائے لیکن تعمیر شدہ گھر اور فلیٹس کرایہ پر دینے ہیں لہذا درج ذیل پانچ لیبر کالونیز میں تعمیر شدہ فلیٹس اور کوارٹرز کرائے پر الاٹ کئے گئے ہیں۔

1۔ شیر بنگال لیبر کالونی رانا ٹاؤن شیخوپورہ۔ اس میں 1341 کوارٹرز ہیں اور اس کی تاریخ الاٹمنٹ 02-09-15 اور 07-02-20 ہے۔

2۔ علامہ اقبال لیبر کالونی سیالکوٹ۔ اس میں 504 فلیٹ ہیں جو 2005-04-01 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/150 روپے ہے۔

3۔ مدینہ لیبر کالونی گجرات۔ اس میں 209 فلیٹ ہیں جو 2002-08-29 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/150 روپے ہے۔

4۔ لیبر کالونی میاں چنوں۔اس میں 169 کوارٹر ہیں جو 2007-9-11 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/200 روپے ہے۔

5۔ لیبر کالونی رحیم یار خان۔اس میں 246 کوارٹر ہیں جو 2006-12-22 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/200 روپے ہے۔

جناب سپیکر! درج بالا ہاؤسنگ سکیمیں پالیسی 2002 کی شق 7(سی) کے مطابق الاٹی ورکر کی فوتیدگی، ریٹائرمنٹ یا سروس سے برخاستگی یا مستقل معذوری کی صورت میں آجر ورکر یا اس کے ورثہ سے چھ ماہ میں گھر یا فلیٹ وغیرہ خالی کرا کے قبضہ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر کے حوالے کرے گا تاکہ دوسرے ورکرز کو گھر یا فلیٹ الاٹ کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2062/11 محترمہ راحت اجمل صاحبہ کی ہے۔اس کا جواب آنا تھا کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جواب آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھئے۔

کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ کی چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے ٹریکٹر ٹرالیوں کے حادثات میں قیمتی جانوں کے زیاں میں روز بروز اضافہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ ضلع قصور زرعی علاقہ ہونے کی بنا پر بکثرت ٹریکٹر ٹرالیوں کی آمدورفت رہتی ہے۔چنانچہ بھوسہ سے loaded اور ایک لائٹ والے ٹریکٹر ٹرالیاں بعض اوقات حادثات کا باعث بنتی ہیں۔ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ 2011 میں ٹریفک پولیس قصور نے 60 عدد ٹریکٹر ٹرالیوں کے خلاف کارروائی کی ہے۔ جہاں تک رائیونڈ روڈ لاہور کا تعلق ہے تو رائیونڈ روڈ سیکٹر رائیونڈ اور خیابان جناح کی حدود میں ہے۔اس روڈ پر ٹریکٹر ٹرالیوں کا داخلہ ممنوع ہے لیکن پھر بھی اس روڈ کے ساتھ چونکہ تمام علاقہ دیہاتی ہے اور مقامی لوگ اکثر ٹریکٹر ٹرالیاں لے کر مین روڈ پر آ جاتے ہیں جن کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔ ماہ دسمبر 2011 میں سیکٹر رائیونڈ اور خیابان جناح میں ٹریکٹر ٹرالیوں کے 85 چالان جبکہ چار

ایف آئی آر درج کرائی گئی ہیں تاہم سیکٹر انچارج صاحبان اور فیلڈ سٹاف کو سختی سے ہدایات کی گئی ہیں کہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے ٹریکٹر ٹرالیوں کے خلاف بلاامتیاز حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ جہاں تک مذکورہ سڑک کی کشادگی کا تعلق ہے تو یہ صوبائی حکومت کا اختیار ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا۔ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 8/12 اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/12 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

صوبہ میں چوری ہونے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے چوری شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

بروئے رپورٹ ڈی ایس پی انٹی وہیکلز لفٹنگ سٹاف صدر ڈویژن لاہور، تحریر ہے کہ شعبہ AVLS صدر لاہور میں باقاعدہ کرائم کمپیوٹر سیکشن کا نظام موجود ہے جس میں روزانہ کی بنیاد پر نہ صرف لاہور سٹی سے چھینی اور چوری شدہ وہیکلز کا ریکارڈ مرتب رکھا جاتا ہے بلکہ دیگر اضلاع سے بھی چھینی وچوری شدہ وہیکلز کا ریکارڈ جو بذریعہ فیکس موصول ہوتا ہے اس کا بھی کرائم کمپیوٹر سیکشن میں اندراج کیا جاتا ہے۔ دوران چیکنگ ناکہ بندی مسروقہ وہیکلز لیپ ٹاپ کمپیوٹر کے ذریعے کرائم کمپیوٹر سیکشن سے فوری اور بروقت ضروری کرائم ڈیٹا حاصل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں CRO برانچ لاہور میں بھی چھینی وچوری شدہ وہیکلز کا ریکارڈ روزانہ کی بنیاد پر update ہوتا ہے۔ ایسی گاڑیاں جو بذریعہ شعبہ

AVLS صدر لاہور بطور مشتبہ السرقت زیر دفعہ 550 ضابطہ فوجداری قبضہ پولیس میں لی جاتی ہیں کو بعد ملاحظہ فرانزک سائنس لیبارٹری گاڑیاں مناواں ویئر ہاؤس میں ترتیب وار کھڑی کی جاتی ہیں جہاں ان کی حفاظت کے لئے ایک سب انسپکٹر کی سرکردگی میں مع چار کس ملازمان گارد 24 گھنٹے ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں جو ان گاڑیوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں لہذا مقبوضہ پولیس گاڑیوں کے پرزہ جات کی چوری ہو کر فروخت ہونا ناممکن ہے۔ مقبوضہ پولیس گاڑیوں سے متعلق مجاز عدالت ہائے کی طرف سے سپرد داری موصول ہونے پر حسب ضابطہ فوری تقسیم عمل میں لائی جاتی ہے۔ گاڑیوں کا کھٹارہ بننا ممکن نہیں ہے زیادہ تر گاڑیاں چوری ہونے کے بعد میرانشاہ، مردان، صوابی، ڈیرہ اسماعیل خان و علاقہ غیر چلی جاتی ہیں جہاں لاہور سے سرقہ شدہ گاڑیوں کی واپسی کے لئے شعبہ AVLS کی ٹیمیں افسران بالا کی اجازت سے صوبہ خیبر پختونخواہ جاتی ہیں اور متعلقہ trace مقدمات کی مسروقہ گاڑیاں حسب ضابطہ ٹرانسفر کرا کر لاتی ہیں۔ علاوہ ازیں دوران چیکنگ مسروقہ وہیکلز بلا امتیاز کسی وڈیرہ یا جاگیر دار اور شہری علاقہ و دیہات قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ شعبہ AVLS صدر لاہور کے ذریعہ وہیکلز چھیننا، چوری کے انسداد اور تدارک کے لئے لاہور سٹی کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکہ بندی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور مطابق ریکارڈ مسروقہ وہیکلز انجن و چیسی نمبران کی پڑتال بذریعہ کرائم کمپیوٹر عمل میں لا کر مشکوک گاڑیوں کو حسب ضابطہ قبضہ پولیس میں لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں روزانہ کی بنیاد پر لاہور کے پارکنگ سٹینڈز پارک ہائے، ہسپتال ہائے اور درباروں کے پارکنگ سٹینڈز کی surprise چیکنگ عمل میں لائی جاتی ہے جہاں پر مشکوک اور کپڑے سے ڈھکی ہوئی گاڑیوں کو بطور خاص چیک کیا جاتا ہے۔ سال 2011 میں شعبہ AVLS صدر لاہور نے جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرنے والے گینگ کے سرغنہ اعجاز علی خان ہمراہ ایک کس کو گرفتار کیا اور ان کے قبضہ سے چھ عدد ٹیوٹا کرولا کاریں tampered شدہ قبضہ پولیس میں لی تھیں اطلاع ملنے پر جعلی کاغذات تیار کرنے والے ایجنٹس کے خلاف بلا امتیاز قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اگر چاروں صوبوں کے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کو آپس میں direct منسلک کر دیا جائے تو انجن و چیسی نمبر پر جعلی رجسٹریشن پر گاڑی دوبارہ رجسٹرڈ ہونا ناممکن ہو جائے گا، سرقیدگی وہیکلز میں خود بخود کمی واقع ہو جائے گی اور سرقہ شدہ وہیکلز کی بازیابی کے لئے بھی معاون ثابت ہو گا۔ کرائم کی شرح کے حساب سے شعبہ AVLS صدر لاہور کم نفری اور محدود وسائل کے باوجود اپنی تمام تر پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسداد سرقیدگی وہیکلز و سرقہ شدہ وہیکلز کی زیادہ سے زیادہ برآمدگی کو یقینی بنانے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ سال 2011 تا آج تک شعبہ AVLS

صدر لاہور کی کارکردگی کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔کل trace مقدمات684، ضلع ہذا423، ضلع غیر 261، گرفتار شدہ گینگز20، تعداد ممبران گینگ گرفتار شدہ56 علاوہ گینگ گرفتار سارقان وہیکلز78 ہیں۔

بروئے رپورٹ ڈی ایس پی AVLS سٹی ڈویژن لاہور تحریر ہے کہ ایسی گاڑیاں جو دوران تلاش مسروقہ وہیکلز پکڑی جاتی ہیں ان کو حسب ضابطہ قبضہ پولیس میں لیا جاتا ہے اور جو tampered گاڑیاں مشکوک پاکر قبضہ پولیس میں لی جاتی ہیں ان کا فرانزک سائنس لیبارٹری سے ملاحظہ کرانے کے بعد جیسی صورت ہو کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور قبضہ میں لی گئی گاڑیوں کے کسی بھی قسم کے پرزہ جات تبدیل نہ کئے جاتے ہیں اور جس حالت میں گاڑی قبضہ میں لی جاتی ہے اسی حالت میں مدعی کو تقسیم کی جاتی ہے۔علاوہ ازیں جب بھی کوئی ایسی گاڑی جو مشکوک یا tampered پاکر قبضہ پولیس میں لی جاتی ہے تو ایک خاص پروفارمہ پر جس میں گاڑی کی تمام report conditioning تحریر ہے اور از قبضہ سے گاڑی کی حالت کے متعلق جس میں گاڑی کے تمام پرزہ جات تحریر ہیں دستخط کئے جاتے ہیں تاکہ سپردار کو اس کی حالت کا پتا ہو کہ گاڑی کس حالت میں قبضہ میں لی گئی تھی۔مزید سرقہ شدہ گاڑیوں کے سراغ براری کے لئے ضلع لاہور کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکہ بندی کرانے کے ساتھ ساتھ لاہور کے ہسپتالوں اور پارکوں کے وہیکل سٹینڈ بھی check کئے جاتے ہیں اور پارکنگ سٹینڈ داتا دربار صاحب کو وقتاً فوقتاً check کیا جاتا ہے۔اگر کوئی ایسی مشکوک tampered گاڑی ملے تو اس کو حسب ضابطہ قبضہ پولیس میں لے کر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں یہ بات کہوں گی کہ آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ اس جواب میں کس حد تک سچائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ گاڑیاں برآمد کر لی جاتی ہیں بلکہ انہوں نے all is well کہہ دیا۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کتنے مالکان کو یہ گاڑیاں دیتے ہیں؟ انہوں نے یہاں پر بات کی کہ گاڑیاں علاقہ غیر میں جاتی ہیں جو ہم مانتے ہیں مگر وہ کس طرح سے چلی جاتی ہیں، کیا یہاں پر ہماری حکومت کا کوئی check نہیں ہے کیونکہ اکثر گاڑیاں پارکنگ سے ہی چوری ہوتی ہیں اور گاڑیاں کبھی بھی اصلی حالت میں مالکان کو نہیں ملتیں؟ میرے خیال میں80 فیصد گاڑیاں برآمد نہیں ہوتیں بلکہ غائب ہو جاتی ہیں اور مالکان روتے ہی رہتے ہیں باقی20 فیصد مالکان کو جو گاڑیاں ملتی ہیں ان کے پرزہ جات نہیں ہوتے بلکہ آپ بلال گنج لاہور میں چلے جائیں وہاں پر آپ کو ہر گاڑی کا پرزہ مل جائے گا اور بیچنے والے بھی مل جائیں گے۔اس میں محکمہ کی صرف چشم پوشی

ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب پڑھا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چاروں صوبوں کو linkکر دیا جائے مگر میرا سوال یہ ہے کہ آخر linkکس نے کرنا ہے اور اس میں بہتری کے لئے کیا ہم نے کچھ نہیں کرنا؟ میں آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ آپ میری اس تحریک کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیں اور اس کی جو بھی رپورٹ آتی ہے وہ ایوان میں پیش ہو۔

جناب چیئرمین: اس پر بحث ہو سکتی ہے مگر کمیٹی کے سپرد نہیں ہو سکتی بلکہ محکمہ کے علم میں یہ مسئلہ آ گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! جو تحاریک ہم پیش کرتے ہیں کیا اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کا جواب آ جائے اور ہم خاموش اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں؟

جناب چیئرمین: محترمہ! اس پر discussionکے لئے ہی ٹائم رکھا جا سکتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! آپ اس پر discussionکے لئے ٹائم رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: اب حکومت کے علم میں آ گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! یہ کوئی غیر اہم issue نہیں ہے کہ آپ اس کو ایسے ہی dispose of کر دیں۔ آپ اس پر discussionکے لئے ٹائم رکھ دیں یا پھر کمیٹی کے سپرد کر دیں کیونکہ یہ بہت اہم issueہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ dispose ofہو گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس کا مطلب یہی ہوا کہ تحاریک التوائے کار کا جواب لیں اور بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوائے کار dispose ofکی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pendingفرما دیں۔

جناب چیئرمین: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ حسن اتفاق سے اگلی تحریک التوائے کار میری اپنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئر مین!اسے pendingفرمادیں۔

جناب چیئر مین: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر78 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

گڑھی شاہو لاہور کے سیوریج کا ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئر مین!اس کا جواب یہ ہے کہ سیوریج کا مذکورہ منصوبہ جس غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے کا ذکر کیا گیا ہے وہ منصوبہ 15کروڑ مالیت کا نہ ہے بلکہ اس کی مالیت 2کروڑ16لاکھ 47ہزار343روپے اور56پیسے ہے جس کا ورک آرڈر نمبر XEN(O&M-II)/GBT/12012-18 مورخہ 19۔جولائی 2011 کو جاری کیا گیا۔ باہو بلڈرز کی رجسٹریشن محکمہ ہاؤسنگ نے مورخہ 2012-01-02 کو برائے سال2010 تا2012 بحال کر دی ہے۔ جولائی کے مہینے میں جب ٹینڈر جاری کئے گئے تو اس فرم کی رجسٹریشن گورنمنٹ کے بقایا جات جمع نہ کروانے کی وجہ سے معطل تھی لیکن بعدازاں محکمہ ہاؤسنگ و پبلک ہیلتھ پنجاب کی جانب سے جاری لیٹر مذکورہ بالا میں اسی سال 12-2011 کے لئے تجدیدی لیٹر جاری کیا گیا جس میں سابقہ دور کی یعنی 2011 کی تجدید بھی شامل ہے۔تاہم محکمہ واسا میں اس مسئلہ پر ایک محکمانہ کارروائی شروع کر دی گئی ہے اور مذکورہ فرم کو تاحال کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔ محکمہ واسا کنٹونمنٹ بورڈ کے علاقہ میں کام کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہے لہذا کنٹونمنٹ بورڈ کی جانب سے کوئی NOCدرکار نہ ہے۔ علامہ اقبال روڈ پر شروع کیا گیا منصوبہ دراصل محکمہ کی short term planning ہے جس کا ڈیزائن third partyیعنی نیسپاک جیسے اعلیٰ شہرت کے حامل ادارہ سے منظور کروایا گیا ہے اور یہ منصوبہ صرف بارشی پانی کی جلد نکاسی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس منصوبہ کے بارے میں ایک جامع انکوائری چیئر مین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی نگرانی میں جاری ہے جو اس کے تکنیکی و تعمیراتی پہلوؤں کا جائزہ لے رہی ہے۔ کینٹ ڈرین (میاں میر ڈرین) محکمہ واسا کے زیر انتظام ہے اور واسا نے مفاد عامہ کے پیش نظر کئی اور مقامات پر بھی اس میں سیوریج کا پانی ڈالا ہوا ہے۔ یہ ڈرین ایک پرانی ڈرین

ہے اور یہ صرف بارشی پانی کے لئے استعمال نہیں ہوتی تاہم نیسپاک سے ڈیزائن کی منظوری کے بعد اس منصوبہ کو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب سے منظور کروایا گیا تھا۔ اس منصوبہ کی تکمیل بھی نیسپاک کی resident supervision میں کی جارہی ہے تاکہ مستقبل میں اس منصوبہ کے قابل عمل ہونے اور ان کے فوائد عوام الناس تک پہنچانے کو یقینی بنایا جاسکے۔ شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے صرف یہ بات کہوں گی کہ جو باتیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کی ہیں یا جو work order کی تاریخ وغیرہ بتائی ہے وہ already میری تحریک میں موجود تھیں۔ اگر اس منصوبہ کی دو کروڑ روپے مالیت ہے تو میں صرف یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ جو master plan بنایا گیا تھا اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سیوریج کا پانی بلندی کی طرف لے جایا جارہا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھوں گی کہ کیا کسی اور کمپنی نے ٹینڈر جمع نہیں کروائے تھے، جو کمپنی اس وقت ڈیفالٹر تھی اسی کو دینا کیوں ضروری تھا یا کیا کوئی اور کمپنی اس وقت موجود نہیں تھی؟ دوسری بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ علامہ اقبال روڈ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جو لوگوں کی فلاح و بہبود کے نام پر شروع کیا گیا مگر آنے والے وقت میں یہ نہ ہو کہ ایک مسئلہ بن جائے کیونکہ سیوریج کا پانی بغیر کسی planning کے بلندی کی طرف لے جایا جارہا ہے۔ واسا نے جو کارروائی شروع کی ہے میں اس حوالے سے بھی پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کیا کارروائی کرتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جواب تسلی بخش ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! ہمارے سابق ساتھی ایم پی اے حفیظ اللہ خان نوانی جو موجودہ ایم پی اے سعید اکبر خان نوانی صاحب کے بھائی ہیں وہ رضائے الہیٰ سے فوت ہو گئے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جوزیر غور لائے گئے)

جناب چیئرمین: کل ان کے لئے دعا ہو گئی تھی۔آج کے ایجنڈے پر مندرجہ ذیل کارروائی مسودات قانون اور مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

Now, we take up the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008. Ch. Aamar Sultan Cheema may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2008

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr. Chairman! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREABMLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now, **t**hird reading starts. Ch Aamar Sultan Cheema!

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Sir I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

MR. CHAIRMAN: Now, we take up the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009. Ch Muhammad Asad Ullah may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2009

CH MUHAMMAD ASAD ULLAH: Sir I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

'That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now, third reading starts. Ch. Muhammad Asad Ullah!

CH. MUHAMMAD ASAD ULLAH: Sir I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: پہلے ہم مورخہ 24۔جنوری 2012 کے ایجنڈے سے زیر التوار کھی گئی قراداد لیتے ہیں۔یہ قرارداد جناب ضیاء اللہ شاہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں قبرستانوں کی چاردیواری تعمیر کرنے کا مطالبہ

جناب ضیاء اللہ شاہ: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چاردیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونہ کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چاردیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونہ کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چاردیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونہ کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین:اب ہم آج کے ایجنڈے کی قراردادیں لیتے ہیں۔پہلی قرارداد ملک محمد جاوید اقبال اعوان کی ہے۔وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

ضلع خوشاب کے شہر نوشہرہ کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل)کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

جناب چیئرمین:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل)کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین!میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئرمین:اس میں پوائنٹ آف آرڈر ہو نہیں سکتا،آپ oppose کر سکتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!میں اس کی support میں ہی بات کرنا چاہتا ہوں،آپ کی مہربانی ہو گی اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین:چلیں،کر لیں بات۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ملک صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے مجھے پتا ہے کہ یہ rural area ہے اور semi hilly area ہے۔بہت سارے لوگوں کو دور دراز سے آنا پڑتا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس کو صرف resolution کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ واقعی اس کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔بہت مہربانی

جناب چیئرمین:یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل)کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین:دوسری قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے وقت طلباء وطالبات سے
پانچ سال لازمی سروس کا بیان حلفی لینے کا مطالبہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا Affidavit لیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا Affidavit لیا جائے۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! I oppose it

جناب چیئرمین: جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی تنخواہ ایک سینئر سٹاف سے کم ہے اور young ڈاکٹرز سڑکوں پر آ رہے ہیں۔ آپ نے اُن کو کتنا facilitate کیا ہے اور کیا criteria رکھا ہے کہ آپ اُن کو پانچ سال کے لئے Affidavit پر bound کرنا چاہتے ہیں؟ ڈاکٹر تو پہلے ہی ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اُن کا ایک period ہے کہ انہوں نے چھ ماہ ہاؤس جاب کرنی ہے اور وہ ایک قانون ہے۔ جس کے ماں باپ میڈیکل کی لاکھوں روپے فیسیں دے کر اپنے بچے کو ڈاکٹر بناتے ہیں تو کون ہو گا جو اپنے آپ کو پانچ سال تک پابند کرے گا؟ پہلے آپ یہ طے کریں کہ آپ نے اُس کو کتنا facilitate کرنا ہے، اُس کی سینئر سٹاف سے زیادہ تنخواہ کرنی ہے تو پھر اُس سے Affidavit لیں۔ یہ آپ شرطوں پر اس طرح نہ کریں، میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح تو کوئی ڈاکٹر بھی پاکستان میں نہیں رہے گا اور یہ نوجوانوں کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئر مین! میں نے جو اپنی قرارداد پیش کی ہے وہ داخلے کے وقت کی ہے۔ میری بہن نے جیسے کہا تو ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کا پہلے ہی shortfall ہے اور اس کو اسی طریقے سے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ میں خصوصاً خواتین ڈاکٹرز کے حوالے سے بات کروں گی کہ اوپن میرٹ کی وجہ سے 70 فیصد سے زیادہ خواتین آ جاتی ہیں۔ جب وہ ڈگری حاصل کر لیتی ہیں تو گھر بیٹھ جاتی ہیں اور پریکٹس نہیں کرتیں۔ Shortfall کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے اور دوسرا جہاں تک تنخواہوں کا تعلق ہے تو یقیناً اس کو بہتر کیا جا سکتا ہے اور ڈاکٹروں کو facilitate کرنا چاہئے۔ ہمارے ڈاکٹرز جو تعلیم حاصل کرتے ہیں اور میڈیکل کالجوں میں آتے ہیں صرف ان کے والدین ہی فیسیں ادا نہیں کرتے بلکہ حکومت بھی ان پر بہت کچھ invest کرتی ہے۔ حکومت اس امید پر invest کرتی ہے کہ وہ ملک اور عوام کے لئے کام کریں گے لیکن رزلٹ یہ نکلتا ہے کہ وہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد یا تو باہر چلے جاتے ہیں، گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں یا شادی کروا لیتے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ کم از کم وہ پانچ سال ضرور کام کریں اور عوام کی خدمت کریں جس کے لئے وہ ڈگری حاصل کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی کہ اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا Affidavit لیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب چیئرمین: تیسری قرارداد شیخ علاؤالدین کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے پچاس فیصد قرضے دینے کا پابند کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔"

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! I oppose it

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! I oppose it

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! I oppose it

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب چیئرمین! I oppose it

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! I oppose it

جناب چیئرمین: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! یہ کہتے ہیں کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔ آپ تو پابندیاں قرضے پر لگا رہے ہیں۔ چلیں، یہ بات تو ٹھیک ہے کہ قرضے دینا بڑی اچھی بات ہے مگر جب قرضے وصول کرنے ہوتے ہیں تو یہ تاجر حضرات اپنے قرضے معاف کرا لیتے ہیں، صنعت کار قرضے معاف کرا لیتے ہیں اور زراعت کسانوں کے حصے میں آتی ہے۔ کسان بے چاروں کو تو قرضے ملتے ہی نہیں ہیں بلکہ کسانوں کے نام پر بڑے بڑے زمیندار قرضے لیتے ہیں اور وہ معاف کروا لیتے ہیں اس لئے میں اس کی سخت مخالفت کرتی ہوں۔ یہ چیز نہیں ہونی چاہئے یہ وفاق کو چاٹنے کی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شیخ صاحب اپنے لئے راستہ ہموار کروا رہے ہیں قرضہ لینے کے لئے۔ (قہقہہ)

جناب چیئرمین: گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب چیئرمین! معزز ممبر نے جو یہ Resolution پیش کی ہے اس کو ہم نے جس بنیاد پر oppose کیا ہے کہ اس ملک میں، میں تو پہلے یہ سمجھا کہ شاید زراعت کے لئے پابند کیا جا رہا ہے کہ قرضے دیئے جائیں کیونکہ ہماری economy agro based ہے بلکہ ہماری تمام برآمدات agro based ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اس سلسلے میں صرف زراعت پر ایک Resolution آنی چاہئے تھی کیونکہ سوائے زرعی بنک کے کوئی اور بنک قرضہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور جہاں پر قرضے دیئے جاتے ہیں وہ بھی تاجروں کو ہی دیئے جاتے ہیں۔ جب کسانوں کی پیداوار

کرا پس اور گندم مارکیٹ میں آتی ہیں تو ان بنکوں کے قرضوں کے ذریعے آڑھتی اور مڈل مین مافیا کسانوں کو لوٹتا ہے۔اس میں ہماری یہ تجویز ہے کہ اس پر House کی sense لے کر amendment کی جائے اور اس کو صرف زراعت کی حد تک محدود کیا جائے کیونکہ ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے کہ جو بھی بنک سے loans write off ہوتے رہے ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ بڑے بڑے تاجروں کے loans ہیں جو اس ملک کو sick industry اور بیمار یونٹس کے نام پر کھا رہے ہیں اور ہمیشہ وہی قرضے لے کر write off کرواتے ہیں۔جب بھی زرعی بنک کا قرضہ ہو یا کوئی زرعی قرضہ کسی اور کمرشل بنک نے دیا ہو تو ہمیشہ کسان پکڑا جاتا ہے۔بنکنگ کورٹس 10۔ارب یا 10 کروڑ روپے write off کروانے والے کسی big gun کو نہیں پکڑتی، سوائے مشرف حکومت کے شروع کے دنوں میں جب سرور روڈ پر کرپٹ لوگ پکڑے گئے تھے اور بعد میں ان کو بھی patriots میں شامل کر کے وزیر بنایا گیا تھا۔

جناب چیئرمین! ہماری یہ تجویز ہے کہ اس میں شیخ صاحب اپنے طور پر amendment لے کر آئیں اور اس میں صرف زراعت کو رکھا جائے۔جب آپ کا 70 فیصد شعبہ economy زراعت کے ساتھ linked ہے تو اس میں تجارت، صنعت اور زراعت کے نام پر ایک Resolution لائی گئی ہے۔ Whereas یہ قرضے پہلے بھی صنعت کو یا تاجروں کو ملتے ہیں جبکہ کسانوں کو پہلے کبھی قرضہ نہیں ملا اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک اور اس صوبہ کے بنک bank owners جنہوں نے پہلے مسلم کمرشل بنک اور اس طرح کے اور بنک خریدے بلکہ ان پر ڈاکے ڈالے انہی کو دوبارہ قرضے دیئے جائیں گے۔یہ حکومت بھی traders کی ہے اور ایک trader کے ذریعے دوبارہ ان کی monopoly قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لئے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ پہلے ایک Industrial Development Bank تھا، ان قرضوں کی وجہ سے اس کا دیوالیہ ہو گیا اور اس کو بند کرنا پڑا۔شیخ صاحب یہ قرارداد لائے، لیکن میں بھی میجر ذوالفقار علی صاحب کی بات کی تائید کروں گی کہ حکومتی سطح پر اگر کسانوں کو چھوٹے قرضے دے دیئے جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔اگر اس قسم کی Resolution agro based industry پر لاتے تو ہمارے ملک کے لئے بہتر ہوتا۔اگر آپ اس طرح کی Resolution بنکوں کے لئے لائیں تو یہ سیاسی بنیادوں پر قرضے لئے جائیں گے اور بعد میں قرضے معاف کروائے جائیں گے پھر خادم اعلیٰ

صاحب بھی آکر کہیں گے کہ لوگوں نے سیاسی بنیادوں پر قرضے معاف کروائے۔ میں سمجھتی ہوں خدا کے لئے ایسی قرارداد کو مت لائیں جس سے اس ملک کی اکانومی تباہی کے دہانے پر کھڑی ہو جائے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ نے oppose نہیں کیا۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میں نے تو oppose کیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئرمین!۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ بات نہیں کر سکتے جو oppose کرے گا صرف وہی بات کر سکتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! میاں صاحب کے بعد آپ بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میری بات سن لیں کہ آج آپ سب کو موقع دیں۔ وہ اس قرارداد پر بولیں پھر مجھے بھی موقع دیں اور میں آج حقائق بیان کروں گا کہ یہ بنیاد کیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں! اس کے بعد آپ کی باری آئے گی تو بات کر لینا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اصل میں بات یہ ہے اور کہا تو یہ جاتا ہے کہ زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس ریڑھ کی ہڈی کو کبھی ریڑھ کی ہڈی نہیں سمجھا گیا بلکہ ریڑھ کی ہڈی کو توڑنے کے لئے سارا بوجھ اس پر ڈالا گیا ہے، جتنے بھی قرضہ جات اور ٹیکسز ہیں سارے ریڑھ کی ہڈی پر بوجھ ڈالے جاتے ہیں جبکہ ہمسایہ ملک بھارت میں جس کی میں مثال دینا چاہوں گا کہ وہاں چھ ایکڑ کے مالک پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، اس کو پانی مفت ہے اور اس کا کوئی ٹیکس یا آبیانہ نہیں ہے، وہاں پر بجلی مفت ہے اور بجلی کا کوئی بل نہیں ہے مزید وہاں پر ہر طرح کے ٹیکسز معاف ہیں۔ اس کے علاوہ زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے جو کھادیں اور سپرے وغیرہ ان کو ملتی ہیں وہ بھی سبسڈی ریٹ پر ملتی ہیں یعنی آدھی قیمت سے بھی کم پر ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی پنجاب سارے بھارت کو خوراک مہیا کرتا ہے اور وہاں سے روزانہ ٹماٹر، دیگر سبزیوں اور فروٹ کے 200 ٹرک واہگہ بارڈر پر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کا کسان خوشحال ہے اور اس کو facilitate کیا جاتا ہے۔ یہاں کے کسان کو قرضہ مہنگی شرح پر دیا جاتا ہے اور اگر وہ ادا نہیں کر سکتا تو پکڑا جاتا ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ قرارداد میں یہ amendment کر دی جائے کہ کسان

کو جو قرضہ دیا جائے وہ کم شرح پر دیا جائے تاکہ زراعت بھی promote ہو اور ہمیں باہر سے یا بھارت سے سبزیاں نہ منگوانی پڑیں۔ ہم اپنی خوراک اور زراعت میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ آمنہ بٹر!

ڈاکٹر آمنہ بُٹر: جناب چیئرمین! معزز ممبران جنہوں نے پہلے بات کی میں ان کی تائید کرتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ زراعت ہمارے ملک اور خاص طور پر پنجاب کی economy کا بہت اہم حصہ ہے اور ہماری اکانومی زراعت پر بہت زیادہ انحصار کرتی ہے۔ اس سے صنعت کار اور سرمایہ دار قرضے لے لیتے ہیں اور پھر وہ قرضے معاف کرا لیتے ہیں۔ اس قرارداد میں amendment کی جائے، اس کو نہ صرف قرارداد کے ذریعے لایا جائے بلکہ اس کو حکومتی سطح پر ایک regulation کے ذریعے سے بھی لایا جائے اور خاص طور پر قرضوں میں یہ بھی amendment کی جائے کہ جو قرضے دیئے جائیں وہ یا تو بلا سود دیئے جائیں یا بہت کم شرح سود پر ہوں اور incentive based قرضے ہوں، corporative farming کے لئے قرضے ہوں جو چھوٹے چھوٹے کسان مل کر ایک corporative بنائیں، اس کے لئے قرضے ہوں اور green house farming کے لئے incentive قرضے ہوں۔ non-traditional زراعت کے ذریعے سے per square foot کے حساب سے جو زراعت کی جاتی ہے اس کا incentive ان نوجوانوں کو دیا جائے جو یہ کام کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے قرضے دیئے جائیں۔ کیونکہ اگر ہم صرف قرضے لے لیں گے تو صرف سود دے دے کر بنکوں کو فائدہ دیں گے۔ تمام دنیا میں یہ بڑی عام بات ہے کہ جب قرضہ دیا جاتا ہے تو فائدہ سرمایہ دار اور بنک کو ہوتا ہے۔ غریب آدمی جو قرضہ لیتا ہے وہ قرضے کی لعنت تلے دب جاتا ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ اس میں amendment کی جائے اور اس کو بھرپور طریقے سے لایا جائے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، نہیں۔ آپ نے oppose نہیں کیا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! میں ایک نکتہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں! آپ بعد میں پیش کر لیجئے گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئر مین! اس قرارداد میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔ میں اس میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کس چیز کا 50 فیصد؟ بنک تو overall 50 فیصد سے زیادہ قرضہ دیتے ہیں کیونکہ بنک کا کام ہی یہ ہے کہ وہ قرضے دے کر earn کرتے ہیں۔ جب یہ مبہم قسم کی ہماری قرارداد جائے گی تو وہ ridiculous ہو گی اس لئے اس کو تھوڑا سا amend کر دیں کہ ان کا مقصد کیا ہے؟

جناب چیئر مین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ صرف تین منٹ کے لئے میری بات سن لیں۔ آج مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں بھی اس ایوان کا ایک ممبر ہوں۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ میری بہن جو بیٹھی ہوئی ہیں اور فیصل آباد کی ہونے کی وجہ سے جس کی میں بڑی عزت کرتا ہوں۔ [*******]

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئر مین! یہ کتنی بُری بات کر رہے ہیں اور یہ ہمیشہ اس طرح ہی کرتے ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: چلیں! آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! آپ Chair سے مخاطب ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئر مین! یہ الفاظ حذف کروائیں۔

جناب چیئر مین: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ چلیں! اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! اب مسئلہ یہ ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! اسے ہمیشہ عورتوں سے مسئلہ رہا ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئر مین!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! اب میجر صاحب کو کہیں کہ ذرا بات تو سنیں۔

جناب چیئر مین: میجر صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ اب آپ بات سن لیں، اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی، شیخ صاحب!

---

* بحکم جناب چیئر مین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین افسوس کی بات یہ ہے کہ میرے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ہمارا خیال تھا کہ شیخ صاحب کا مسئلہ شاید کوئی ایک خاتون ہی ہیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! انہوں نے تو House کے لئے مسئلہ کھڑا کیا ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: اب ان کو بات تو کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ پہلے میجر صاحب کو سن لیں۔

جناب چیئرمین: آپ پھر تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بیٹھتا ہوں آپ پہلے ان کو سن لیں۔

جناب چیئرمین: جی، میجر صاحب آپ فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے House کا یہ خیال تھا کہ ہماری صرف ایک معزز ممبر سے ہی ان کا personally clash ہے یا business کا مسئلہ ہے یا کوئی rivalry ہے لیکن آج یہ محسوس ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کو خواتین ممبران سے خاص طور پر اور generally خواتین سے ان کا کوئی مسئلہ ہے اور یہ کیوں ہمیشہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

Irrespective of the age وہ ہماری معزز ممبر ہیں اور فیصل آباد سے ان کا تعلق ہے۔ ان کو تمام خواتین سے مسئلہ کیوں پیش آتا ہے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! آپ بھی قرارداد پر بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں قرارداد پر ہی بات کرتا ہوں آپ مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایسے نہ کریں۔ میں جو کہہ رہا ہوں آپ ویسے کریں اور قرارداد پر بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں نے محترمہ کو۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ پہلے House کو order in تو کریں۔ میں نے ان کی بات سنی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بات تو کریں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے عزت سے بات کی ہے، ان کی respect کی ہے اور میں ان کو یہ جواب بھی نہ دوں، وہ میری بات تو سن لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! ان کو پنجاب کی خواتین سے کوئی مسئلہ ہے اور اپنے قرضے کے لئے بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ چاہ رہا تھا کہ میری بہن کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ انہوں نے ذاتی طور پر مجھ سے ایوان کے سامنے یہ بات کہی ہے کہ شیخ صاحب اپنے قرضے کے لئے بات کرتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: تو اور کیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اب ان سے کہیں کہ یہ میری بات سن لیں۔ میں آج یہ بات کہہ رہا ہوں کہ یہ پورا ایوان جو 371 ممبران پر مشتمل ہے۔ میری بہن نے جو ابھی بات کی ہے ان 371 ممبران میں سے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ یہ مجھ پر ایک روپے کا قرضہ دکھا دیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: ان کے راوی موٹر پر کتنا قرضہ ہے؟

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ قرارداد پر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ ایک روپے کا قرضہ دکھا دیں تو میں صبح ہی resign کر دوں گا بلکہ آج ہی resign کر دوں گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ ابھی resign کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اب میں اگلی بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جن معزز ممبران نے اس مسئلے پر بات کی ہے آپ کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ ان میں سے کسی کو بھی یہ پتا نہیں تھا کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟ اس ملک کے لئے Government

Securities کا پیسا بہت بڑا عذاب بنا ہوا ہے، حکومت جو قرضے لے رہی ہے میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی میجر ذوالفقار صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ مجھے صرف یہ بتادیں کہ گورنمنٹ کا اس وقت کمرشل بنکوں میں قرضہ کی percentage کیا ہے ؟ یہ مجھے بتادیں گورنمنٹ کا اس وقت قرضہ کتنا ہے میں ابھی resign کر دوں گا۔ جن کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں وہ اس پر بات کر رہے ہیں۔

(اذانِ ظہر)

MAJOR(RETD) ZAULFIQAR ALI GONDAL: Mr. Chairman! I am on a point of personal explanation.

جناب چیئرمین: میجر صاحب! اذان ہو رہی ہے۔ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ایوان کے ہر ممبر کو یہ سن کر اب دکھ ہو گا کہ اس وقت 2.7 ٹریلین کا قرضہ حکومت کمرشل بنکوں سے لے چکی ہے جس کی وجہ سے افراط زر بڑھ رہا ہے۔ پرسوں سٹیٹ بنک نے ایک انتہائی خطرناک رپورٹ دی ہے۔ میں ایک انتہائی اہم بات کر رہا ہوں خدا کی قسم مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ ہم جذبات میں سوچ رہے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ میں کہنا کیا چاہ رہا ہوں۔ سٹیٹ بنک نے کہا ہے کہ اگر گورنمنٹ نے کمرشل بنکوں سے قرضے لینے بند نہ کئے تو ہمیں کرنسی چھاپنی پڑے گی اور ہم کرنسی چھاپنے سے نہیں رک سکتے۔ اس وجہ سے ملک میں افراط زر بڑھ رہا ہے اور مہنگائی بھی بڑھ رہی ہے۔ اب میں اپنی بہنوں اور بھائیوں کو جنہوں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے اور میرے بھائی جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں یہ بنکر بھی ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ equity کا مسئلہ نہیں ہے۔ پرائیویٹ انڈسٹری اور زراعت کو اس وقت صرف 18 فیصد کمرشل بنکوں سے قرضہ مل رہا ہے۔ 82 فیصد قرضہ بنکوں سے کیوں لیا جا رہا ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ وہ اس لئے لیا جا رہا ہے کہ "سکوک بانڈز" میں اور Government Securities میں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: گرین ٹریکٹر کے لئے کس نے قرضہ لیا ہے ؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ان سے کہیں یہ میری بات سن لیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! Government Securities میں پیسا کیوں لیا جارہا ہے؟ وہ اس لئے لیا جارہا ہے کہ بنکوں میں اس وقت اس سے بڑا بزنس کوئی نہیں ہے، تین چار فیصد سود کا پیسا گورنمنٹ کو بارہ تیرہ فیصد پر لینا پڑ رہا ہے بلکہ چودہ اور پندرہ پر بھی لینا پڑ رہا ہے کیونکہ بنکوں کی یہ safe investment ہو رہی ہے اس لئے آپ کو بھی سن کر یہ افسوس ہو گا بلکہ ہر ممبر کو سن کر افسوس ہو گا کہ بنکوں کا average سالانہ منافع 20۔ارب روپے ہے۔ تین دن پہلے کی balance sheets اٹھا کر دیکھیں ایک بنک کا 22۔ارب روپے آیا ہے اور دوسرے بنک کا اٹھارہ 18۔ارب روپے آیا ہے۔ مجھے آج افسوس ہے کہ ہم سب بیٹھے ہوئے یہ دیکھ رہے ہیں اور ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ خدا کے لئے اس قرضے کو روکو، کمرشل بنکوں نے تو انتہا کر دی ہے۔ اس وقت پاکستان میں بہترین investment banks ہیں۔ کوئی بنک اس وقت ایسا نہیں ہے جس کا minimum average profit تمام خرچے نکال کر، دس دس اور پندرہ پندرہ لاکھ روپے کے بندے رکھ کر پھر بھی 20۔ارب روپے ہے اور یہ پیسا کس کی جیب سے جارہا ہے؟ میں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ آپ یہ پیسا زراعت کو دیں یا تجارت کو دیں اور collateral پر دیں۔ اب آپ کو سن کر مزید افسوس ہو گا کہ صرف پچھلے سال بنکوں سے 5۔ارب روپے معاف کروائے گئے ہیں۔ اگر ابھی یہ بات کروں گا تو میرے بہت سے دوستوں کو تکلیف ہو گی کہ یہ کمرشل بنکوں کا قرضہ کس نے معاف کروایا ہے؟ ہمیں اگر واقعی الف ب کا پتا ہے میں کوئی بہت بڑا brain نہیں ہوں ادنیٰ سا ایک ممبر ہوں لیکن اگر کسی کو economy کا پتا ہے کہ ملک کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے، یہ bonds کس لئے جارہے ہیں، قرضہ کیوں لیا جارہا ہے اور expenses کنٹرول کیوں نہیں ہوتے؟ اگر کمرشل بنکوں سے قرضے کو روکا گیا تو ناجائز expenses رکیں گے۔ یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو جانتے ہیں کہ میں نے کیا کہا ہے اور جو اوپر میرے بھائی بیٹھے ہیں وہ انتہائی learned ہیں ان کو پتا ہے کہ میں economy کے بارے میں کیا کہہ رہا ہوں اور ہو کیا رہا ہے؟ جس ملک کی banking spirit 10 percent سے بڑھ گئی ہو وہ ملک خاک ترقی کرے گا۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اللہ نے ہمارے ایوان کی عزت رکھ لی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: چوتھی قرارداد میجر ریٹائرڈ ذوالفقار علی گوندل کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

ملک میں تیار ہونے والی ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کروانے کا مطالبہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جنرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جنرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔"

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! I oppose it

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! I oppose

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئرمین! I oppose

جناب چیئرمین: جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس قرارداد کے حوالے سے دو تین پہلو ہیں ایک تو پاکستان میں free business enterprises ہے آپ اسے پابند نہیں کر سکتے کہ وہ international practices کے مطابق اپنا کاروبار نہ کر سکیں۔ ہم نے پاکستان کے اندر انٹرنیشنل کمپنیوں کو لائسنس دیئے ہوئے ہیں جو بیسیوں سال سے اس ملک کے اندر انٹرنیشنل ادویات جو دنیا بھر میں market ہوتی ہیں وہ پاکستان میں manufacture کرتی ہیں اور پاکستان سے export بھی کرتی ہیں۔ اگر ہم اس قرارداد کے ذریعے ان پر پابندی لگائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم وہ پابندی لگا سکیں گے اور نہ ہی اس کا رزلٹ حاصل کر سکیں گے۔ اگر یہ قرارداد کو اس حد تک modify کر دیں کہ سرکاری ہسپتالوں کے اندر

ایلوپیتھک ادویات جنرک ناموں سے دی جائیں جس طرح کہ امریکہ میں بھی ہوتا ہے اور دوسرے بڑے بڑے ممالک میں بھی ہوتا ہے کہ branded medicines مہنگی ہوتی ہیں اور جو generic names کے ساتھ میڈیسن manufacture کروائی جاتی ہیں ان کی بھی specification وہی ہوتی ہے۔ اگر ملک بھر میں تمام میڈیسن کے بننے پر پابندی کو تبدیل کر دیا جائے تو میں اس حد تک اس قرارداد کو support کر سکتا ہوں کہ سرکاری ہسپتالوں میں branded اور مہنگی دوائیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے وہاں پر جنرک ناموں سے اسی potency کی دوائیاں حاصل کریں تو ٹھیک ہے ورنہ یہ جو قرارداد ہے پاکستان کے اندر free business enterprises اور international contracts کی مخالفت کرتی ہے اس لئے میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے اور رانا افضل صاحب نے مخالفت کی ہے اس کے دو پہلو ہیں ایک generic ہے اور دوسرا branded ہے۔ رانا افضل صاحب نے جو بات کی ہے میں بھی ان کے ساتھ endorse کرتا ہوں کہ سرکاری ہسپتالوں میں ایک چیز پر ضرور پابندی لگائی جائے پھر اس کے بعد ہم ان کا ساتھ دیں گے وہ پابندی یہ ہے کہ سرکاری ہسپتال ہوں یا پرائیویٹ پریکٹیشنرز ڈاکٹر ہوں، پرائیویٹ کمپنیوں پر یہ پابندی لگائی جائے کہ وہ ڈاکٹروں کو جو incentive دیتے ہیں، incentive کی شکل میں جو ان کے اخراجات ہیں per head ہیں وہ کم کریں اور اپنی قیمتیں بھی کم کریں تاکہ مریضوں کو relief مل سکے۔ generic name سے mal practices کے بھی زیادہ chances ہیں ابھی دیکھ لیں کہ پی آئی سی میں جو ہوا ہے وہ generic کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ generic نہیں ہونی چاہئے بلکہ branded ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں مختصر سی بات کروں گا۔ ایک تو میرے بھائی کو یہ دیکھ لینا چاہئے تھا کہ 1976 کا جو ڈرگ ایکٹ ہے کیا اس کے ہوتے ہوئے یہ ممکن ہے؟ یہ ممکن ہی نہیں چونکہ یہ اس سے contradictory ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انڈیا میں Zantac کا پتا 6/- روپے کا اور پاکستان میں 88/- روپے کا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن کمپنیوں کو marketing کی اجازت دی ہے وہ جتنی بھی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں وہ اپنے brand پر بیچتی ہیں۔ اگر آج یہ changes کریں گے تو پہلے یہ 1976 کے

ڈرگ ایکٹ میں amendment لائیں۔ جب تک اس میں amendment نہیں آئے گی تب تک generic name enter نہیں ہوگا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے حد شکریہ۔ میں چاہوں گا کہ اس قرارداد میں یہ ترمیم آنی چاہئے کہ جتنی ملٹی نیشنل کمپنیاں ادویات لاکر پاکستان میں فروخت کرتی ہیں بھارت کی طرح ان کو بھی پابند کیا جائے۔ بھارت میں اگر کوئی ملٹی نیشنل کمپنی دوا ساز ادارہ قائم کرنا چاہتی ہے تو بھارتی حکومت ان کو پابند کرتی ہے کہ وہ تین سال کے اندر raw material بھارت میں پیدا کریں گے اور وہیں پر اس کی production کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ صاحب نے جو مثال دی ہے کہ Zantac کا پتا وہاں -/6 روپے کا اور یہاں -/88 روپے کا ہے۔ وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں جو بھارت میں دوا سازی کا کام کرتی ہیں وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان میں بھی فروخت کرتی ہیں چاہے وہ انسانی ادویات ہیں، ویٹرنری کی ہیں، کھادیں ہیں یا زرعی ادویات ہیں ان میں اتنا فرق اسی وجہ سے ہے کہ پاکستان میں آج تک کسی حکومت نے ان کو پابند ہی نہیں کیا کہ وہ پاکستان کے اندر raw material پیدا کریں اور یہیں پر production کریں۔ ان کے لائسنس پہ لائسنس تجدید کرتے چلے جاتے ہیں اور رشوت لے کر ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ادویات کی قیمتیں بڑھانے کی اجازت دیتے چلے جاتے ہیں اس لئے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو پابند کیا جائے کہ پاکسان کے اندر ہی raw material پیدا کریں اور یہیں پر production کریں تاکہ ادویات کی قیمتیں انسانی پہنچ کے اندر رہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئرمین! میں یہاں پر سب سے پہلے تو بابائے سوشلزم شیخ رشید صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گی جنہوں نے generic name سے میڈیسن متعارف کرانے کی منظوری دی تھی۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ جس طرح ایک دوائی بازار میں مختلف ناموں سے آتی ہے ایک سادہ دیہاتی جو گاؤں سے آتا ہے وہ دوائیاں اس کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں۔ دوائی ایک ہے لیکن اس کے نام بہت مختلف ہیں جس سے یہ ہوتا ہے کہ مریض مختلف کمپنیوں کی دوائیاں استعمال کر کے بجائے اس کے کہ اس کے مرض میں کوئی افاقہ ہو اس کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔ مختلف کمپنیوں کو نوازنے کے لئے یا اپنے بندوں کو تحفظ دینے کے لئے مختلف قسم کی دوائیاں مارکیٹ میں آتی ہیں اس سے لوگوں کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اگر تمام میڈیسن generic names سے آجائیں اس سے ایک تو یہ ہوگا کہ وہ کم قیمت پر

ملیں گی اور دوسرا مریض کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو جائے گی اور اسے یہ پتا ہو گا کہ یہ دوائیاں کس کے لئے استعمال کرنی ہیں۔

جناب چیئرمین! پہلے پی آئی سی میں یہی ہوا ہے کہ ایک دوائی کو مختلف ناموں سے متعارف کرایا گیا، مختلف ناموں سے مریضوں کو دیا گیا اور اس غلط دوائی دینے سے اتنے زیادہ لوگوں کی اموات واقع ہوئی ہیں۔ مختلف کمپنیاں ایک دوائی کو مختلف ناموں سے مارکیٹ میں لاتی ہیں اس پر پابندی لگا دی جائے اور اس دوائی کو ایک generic name سے مارکیٹ میں لایا جائے تو اس سے فائدہ ہو گا۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ بہت اہم قرارداد ہے۔ جیسا کہ محترمہ صغیرہ اسلام نے کہا ہے کہ اس بارے میں بابائے سوشلزم شیخ رشید صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو تب generic names سے ادویات کو متعارف کرانے کے حوالے سے معاملہ زیر بحث آیا تھا۔ پوری دنیا میں ادویات کو generic names سے ہی متعارف کرایا جاتا ہے صرف پاکستان میں ایک آمر نے سرمایہ دار اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے generic names کو ختم کیا۔ پوری دنیا میں ڈاکٹر generic names سے ادویات کو جانتے ہیں جبکہ یہاں پاکستان میں ڈاکٹر generic names کو چھوڑ چکے ہیں اور trade name سے ادویات لکھی جاتی ہیں۔ یہ trade names ختم ہونے چاہئیں۔ میں حیران ہوں کہ پاکستان میں ایک ہی دوائی بیس بیس، تیس تیس ناموں سے بیچی جا رہی ہے۔ خاص طور پر سرکاری ہسپتالوں میں سفارشی طریقے سے یہ ادویات فروخت کی جا رہی ہیں۔ معزز ممبر مجھر صاحب سے میری یہ درخواست ہے کہ اس قرارداد کو amend کیا جائے اور اس میں یہ بھی ڈالا جائے کہ پنجاب میں Regulatory Authority کو فعال کیا جائے۔ ابھی پچھلے دنوں پی آئی سی میں دل کی دوائی میں ملیریا کی دوائی کیسے شامل ہو گئی؟ اگر یہ Regulatory Authority فعال ہوتی تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ بیس بیس ناموں سے ایک ہی دوائی کو بازار میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بہت اہم بات ہے لہذا اس کو جتنا بھی emphasize کیا جائے وہ کم ہے۔ ایسا کرنے والے لوگوں اور کمپنیوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے اور ان کے لئے بہت زیادہ جرمانے رکھے جائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ اس سے تو فارماسیوٹیکل انڈسٹریز کی investment ختم ہو جائے گی اسی لئے میں اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔ میں اس میں یہ

اضافہ کرنا چاہوں گی کہ 1976 کا Regulatory Act انسانوں کا بنایا ہوا ہے اور اس میں ہم ترمیم کر سکتے ہیں۔اس کی کوئی Clause اگر غلط لگ رہی ہے تو ہم اس کو amend کر سکتے ہیں۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین!پی آئی سی کے scandal سے اس ملک کی بہت بدنامی ہوئی ہے۔ہمارے ملک کی ادویات افریقہ، سری لنکا اور سوڈان میں جاتی تھیں تو کیا اب وہ لوگ ہماری ادویات خریدیں گے ؟میں سمجھتی ہوں کہ پی آئی سی scandal کی وجہ سے ہماری معیشت کو 50۔ارب روپے کا سالانہ نقصان ہوا ہے۔یہ ایک اچھی قرارداد ہے لہذا اس کو carry ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! پچھلے دنوں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں ایک واقعہ ہوا جس میں تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔بہت سارے بچے یتیم ہوئے اور خواتین بیوہ ہوئیں، گو کہ اس کی ذمہ داری کا تعین ہونا ابھی باقی ہے لیکن میرے علم کے مطابق وہاں پر مریضوں کو ایلفا کمپنی کی ایک دوائی Alfagrill administer کی گئی تھی جس کے contents میں arsenic copper موجود تھا اور اس کی وجہ سے ہمارے لوگوں کی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔جب اس دوائی Alfagrill کا chemical examination ہوا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں وضاحت کر دوں کہ یہ دوائی Alfagrill نہیں بلکہ افروز کی Isotab ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں دعوے سے کہتا ہوں اور میرے پاس اس چیز کا ثبوت ہے کہ بہت سی ہلاکتیں ایسی بھی ہوئی ہیں کہ جن کو Isotab administer نہیں کی گئی تھی۔ایلفا ایک ایسے شخص کی ملکیت ہے کہ جس کا نام لیتے ہوئے میں تو نہیں ڈرتا لیکن ڈاکٹر صاحب ڈرتے ہیں اسی لئے اس chemical report کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔اس فیکٹری کا مالک حمزہ شہباز شریف ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین! یہ بڑی زیادتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ chemical report صرف ایک لیبارٹری سے نہیں منگوائی گئی بلکہ انگلینڈ اور فرانس کی مختلف لیبارٹریوں سے منگوائی گئی ہے۔گوندل صاحب غلط الزام لگا رہے ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! گوندل صاحب قرار داد کے محرک ہیں اور ان کی بات کے دوران بار بار مداخلت کرنا مناسب نہیں ہے۔آپ ڈاکٹر صاحب کو بٹھائیں تاکہ گوندل صاحب اپنی بات مکمل کر سکیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب کس حیثیت سے بار بار مداخلت کر رہے ہیں؟ انہوں نے تو اس قرارداد کو oppose بھی نہیں کیا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میں نے اس قرارداد کو oppose کیا تھا۔آپ نے شاید دیکھا نہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں اور ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! جب اس کا chemical examination ہوا تو پھر تخت لاہور کے ایوانوں میں تھرتھلی مچی کہ اس میں تو ایک بڑے شخص کے بیٹے کا نام آ رہا ہے تو اس کے لئے too holes ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی۔اس پر کہا گیا، معلوم کیا جائے ایسی کون سی ادویات ہیں کہ جن کے اندر یہی contents پائے جاتے ہیں؟ تو اس کے لئے افروز کی Isotab گولی تلاش کی گئی اور گول مول chemical examination رپورٹ بنا کر اس کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا جبکہ ان ہلاکتوں کی ذمہ دار Alfagrill ہے اور جس فیکٹری میں یہ دوائی تیار ہوتی ہے وہ حمزہ شہباز شریف کی ملکیت ہے۔اگر یہ medicine generic name سے ہوتی تو لوگوں کو معلوم ہوتا کہ arsenic copper کس دوائی میں پایا جاتا ہے اور کیا use کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔جہاں تک بڑی بڑی فارماسیوٹیکل، ملٹی نیشنل کمپنیوں کا تعلق ہے تو ان کو اپنا نام لکھنے سے کس نے منع کیا ہے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ medicines کی جو prescription ڈاکٹر تجویز کرے وہ generic name سے کرے۔اگر اسی دوائی کے پتے یا ڈبی کے اوپر فارماسیوٹیکل کمپنی اپنا نام لکھنا چاہتی ہے تو ضرور لکھے ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔بے شک اس فارماسیوٹیکل کمپنی کا نام حمزہ شہباز رکھ دیا جائے تاکہ ان کے اپنے ڈاکٹر اس کو prescribe کریں لیکن میں یہ چاہتا ہوں اور یہ world over ہو رہا ہے، یہ یو۔کے اور یورپی یونین میں ہو رہا ہے کہ ادویات کی generic names سے sale ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک Act کے حوالے سے بات کی ہے۔ہم یہ قرارداد وفاقی حکومت کو بھجوا رہے ہیں اس لئے اس متعلقہ Act میں amendment کرنا وفاقی حکومت

کی ذمہ داری ہو گی۔اس میں ان کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ قرارداد generic name کے ساتھ فاماسیوٹیکل کمپنی کا نام لکھنے سے منع نہیں کرتی۔ادویات پر generic names لکھنے سے لوٹ سیل ختم ہو جائے گی۔ڈسپرین کی گولی ایک روپے میں مل جاتی ہے جبکہ دوسرے نام سے ایک glittering قسم کے خاص پتے میں یہی گولی -/50روپے میں ملتی ہے۔اس طرح سے عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔اگر یہ قرارداد پاس کرنے سے اس ملک میں لٹیروں کی investment بند ہوتی ہے تو ہو جائے لیکن غریب آدمی کو ان جعلی ادویات سے، glittering قسم کے wrappers میں بند ادویات سے لوٹا جا رہا ہے اور اس کی جیب پر جو ڈکیتی ہو رہی ہے اس کو روکنا ہمارا فرض ہے۔میں یہ چاہوں گا کہ جو بھی باضمیر ممبران ہیں وہ اس قرارداد کو support کریں۔پاکستان میں پہلے generic names سے ہی ادویات sale ہوتی رہی ہیں لیکن جب ضیاءالحق کی ڈکٹیٹر شپ آئی تو اس کے حواری ان فاماسیوٹیکل کمپنیوں کے مالک تھے لہذا انہوں نے ہی generic name کو ختم کرایا تھا۔ضیاءالحق کی ڈکٹیٹر شپ کے symbol کو ختم کرنے کے لئے اور غریبوں کی جیبوں کو ان ڈاکوؤں سے بچانے کے لئے ادویات generic names کے ساتھ sale ہونی چاہئیں لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ میری اس قرارداد کو منظور فرمایا جائے۔شکریہ

جناب چیئرمین:یہ قرارداد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلوپیتھک ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جنرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر آمنہ بٹر:جناب سپیکر!میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں کیونکہ House میں کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین:کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم نہ ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 29۔فروری 2012 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔